سہارا

سموئیل شاد

سہارا

○

از

سموئیل شاہ

○

ناشرین

مسیحی اشاعت خانہ ۳۶۔ فیروزپور روڈ۔ لاہور

طابع ـــــــــــــــــــ اے۔این والٹر

مطبع ـــــــــــــــــــ طفیل آرٹ پرنٹرز لاہور

بار ـــــــــــــــــــ سوم

تعداد ـــــــــــــــــــ ایک ہزار

قیمت ـــــــــــــــــــ دو روپے

۱۹۸۲ء

پیشِ لفظ

فی زمانہ بے راہ روی اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ مگر قصور وار کون ہے؟ غلط تربیت یا خُدا سے دُوری! بے شک تربیت اپنی جگہ بجا سہی لیکن ایسی تربیت جس کی بنیاد خُدا کے کلام پر نہ ہو خُدا کے خوف کا بدل نہیں بن سکتی۔ یہ خُدا سے دُوری ہی کا نتیجہ ہے کہ انسان صراطِ مستقیم سے بھٹک کر گُناہ کی دَلدل میں پھنس گیا ہے۔ مسیح خداوند نے کہا "تم مجھ سے جُدا ہو کر کچھ نہیں کر سکتے" چنانچہ جب مسیحی اپنے خداوند کو چھوڑ کر جھوٹے سہاروں پر تکیہ کرنے لگتے ہیں تو اُن کا مصیبت میں گھر جانا تعجب کی بات نہیں۔

"سہارا" ایک مسیحی اخلاقی ناول ہے۔ اس میں مصنف نے مسیحی معاشرہ میں اُس ناسُور کی طرف اشارہ کیا ہے جو کسی بھی قوم کی تباہی و بربادی کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔ کاش! مسیحی والدین نہ صرف خود اپنے خداوند کی تعلیم پر عمل کریں۔ بلکہ اپنی اولاد کو بھی ایسی تربیت دیں جس کی بنیاد خدا کے خوف پر ہو۔

ناشرین

پہلا باب

"نہیں نہیں دوست میں یہ ماننے کو تیار نہیں"۔۔۔

"لیکن اِس کے سوا کوئی چارہ بھی تو نہیں۔ الیاس میں نے بہت غور کیا مگر میری سمجھ میں اور کچھ نہیں آتا، اب یہی آخری حربہ ہے۔"

آج چوتھا دن تھا پطرس اور الیاس ابھی تک کوئی فیصلہ نہ کر سکے تھے جو خیال پطرس نے ظاہر کیا تھا الیاس اُس سے اتفاق نہ کرتا تھا۔ بار بار الیاس کے دل میں یہ خیال آتا کہ اپنے دوست کو ایسا غلط قدم اُٹھانے سے روکے، مگر یُوں محسوس ہوتا تھا کہ الیاس کو کامیابی نصیب نہ ہوگی۔ کیونکہ پطرس اپنا ارادہ ترک کرنے کو تیار نہ تھا اُس کے خیال میں اَب کوئی چارہ نہ تھا۔

"لیکن تُم یہ تو سوچو کہ شادی کے لئے کتنا غلط قدم اُٹھا رہے ہو"۔۔۔ الیاس نے ایک بار پھر کوشش کی۔

"چھوڑو دوست ۔۔۔۔ مَیں نے بہت کہا سُنا مگر میرے والدین ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں۔ شاید وہ تاعمر میری شادی اُس خاندان میں کرنے پر راضی نہ ہوں۔ مجبوراً مجھے ایسا ہی کرنا ہوگا"۔۔۔۔ پطرس نے اُداسی سے جواب دیا۔

"کیوں نہ تُم نائلہ کے والدین سے ایک بار پھر بات کر کے دیکھو، شاید

کوئی صورت نکل آئے"۔ ۔ ۔ الیاس نے رائے پیش کی۔

"تمہارا کیا خیال ہے میں نے ایسا نہیں کیا ہوگا؟ میں تمہارے کہنے سے پہلے کوشش کر چکا ہوں۔ مگر جانتے ہو وہاں سے کیا جواب ملا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ انہوں نے کہا ہے خبردار! اپنے دل سے اِس خیال کو نکال دو، ایسا کبھی نہیں ہو سکتا ۔ ۔ ۔ ۔ اب تو مجھے اُن کے گھر کی طرف جانے کی بھی اجازت نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ تم خود ہی بتاؤ اِن حالات میں اِس کے سوا کوئی اور راستہ ہے؟ ۔ ۔ ۔ ۔ بولو جواب دو"۔ ۔ ۔ پطرس نے اُلٹا الیاس ہی کو سمجھانا شروع کر دیا۔

"لیکن اگر اسلام قبول کرنے کے بعد بھی تمہارا کام نہ بنا تو"؟ الیاس نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد ایک اور سوال کیا۔ "تم اِس کی کوئی فکر نہ کرو۔ میں نے تمام انتظام مکمل کر لیا ہے۔ میرا ایک دوست ہے اکبر، شاید اُسے تم بھی جانتے ہو، اُس کی معرفت تمام کام ہو جائے گا۔ نائلہ سے بھی بات ہو چکی ہے وہ بھی تیار ہے بس تھانے میں اُس کے بیان ہوں گے اور اس کے بعد نکاح ہو جائے گا۔ سارے کام میں کوئی خاص دشواری پیش نہیں آئے گی"۔ پطرس نے خیال کیا کہ شاید الیاس بھی قائل ہوتا جا رہا ہے۔

"اگر نائلہ کے والدین نے تمہارے خلاف کارروائی کی تو؟"

"کچھ بھی نہیں ہوگا" پطرس نے بات کاٹتے ہوئے جواب دیا۔ "تم خواہ مخواہ خوف کھاتے ہو۔ نائلہ بالغ ہے اور اُسے پورا پورا حق حاصل ہے، جہاں جی چاہے نکاح کر سکتی ہے اور پھر اُس کے بیان بھی ہو جائیں گے تاکہ کوئی خطرہ باقی نہ رہے"۔

"ٹھیک ہے، مگر میں ایسا کرنے کا مشورہ ہرگز نہ دُونگا"۔ الیاس نے افسردگی سے جواب دیا۔

"پھر نکاح کے بعد ہم یہاں نہیں رہیں گے" پطرس نے الیاس کی بات پر دھیان نہ دیتے ہوئے کہا، "شاید نائلہ کے بھائی بعد میں جھگڑا کریں۔"

"اچھا دوست جو تمہاری مرضی" الیاس نے بڑی بے دلی سے جواب دیا۔

"اچھا پھر ملاقات ہوگی" پطرس نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

پطرس کے جانے کے بعد الیاس کو اپنے کہے ہوئے الفاظ یاد آئے۔ "اچھا دوست جو تمہاری مرضی۔" ایسا محسوس ہوا۔ گویا الیاس نے یہ کہہ کر رضامندی ظاہر کی ہو.... "نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا، میں کیونکر رضامند ہو سکتا ہوں۔ میں اس غلط کام میں شریک نہیں ہو سکتا۔ تو پھر مجھے کیا کرنا ہوگا؟ کیا میں کنارہ کر جاؤں؟ مگر یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ میرے الگ ہونے سے تو کام نہیں رک سکتا، پھر پطرس کیا خیال کرے گا۔ لیکن میں کر بھی کیا سکتا ہوں؟ پطرس اپنی مرضی کا مالک ہے، اُسے ایسا کرنے سے کون روک سکتا ہے۔ کاش نائلہ کے والدین ہی راضی ہو جاتے، مگر ایسا نہیں ہوا... ایک وقت تھا جب نائلہ اور پطرس کے خاندان آپس میں کتنی محبت رکھتے تھے مگر اب..... اب تو وہ ایک دوسرے کو دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتے۔ دشمنی یہاں تک بڑھ گئی کہ اگر ایک فریق کسی محفل میں ہو تو دوسرا وہاں نہیں جاتا۔ اگر غلطی سے آ بھی جائے تو واپس چلا جاتا ہے، یا پہلا اُٹھ کر اپنے گھر کی راہ لیتا ہے۔ ایسے حالات میں بھلا کیونکر نائلہ اور پطرس کا رشتہ ہو سکتا ہے.... اِدھر پطرس اور نائلہ بھی بضد ہیں مگر میں کیا کر سکتا ہوں..... نہیں، نہیں، میں اپنے دوست کو روکوں گا، میں اُسے ایسا غلط قدم کبھی نہ اُٹھانے دوں گا۔ میں پطرس سے ایک بار پھر بات کروں گا.... اگر ایسا ہوا تو میں بھی شریک سمجھا جاؤں گا کہ مجھے معلوم تھا اور نہ روک سکا.... میں کل پطرس سے پھر بات کروں گا.... کل پہ بات

ٹال کر الیاس نے خود کو بہلا لیا۔"

پطرس جس نے تمام بندوبست پہلے ہی کر لیا تھا، الیاس کے پاس سے اُٹھ کر اکبر کے پاس گیا جو اُسی کے انتظار میں تھا۔ . . . پطرس کو دیکھتے ہی بولا۔ "بہت دیر لگا دی، کس محفل میں تھے، چلو جلدی کرو۔" ایک ہی سانس میں اکبر نے سب کچھ کہہ ڈالا۔

"کچھ نہ پوچھو یار، ذرا الیاس کے پاس گیا تھا، اس لئے دیر ہو گئی" پطرس نے جواب دیا۔ "تو پھر چلنا چاہیئے، نائلہ بھی انتظار کر رہی ہو گی۔" دونوں اُٹھ کر باہر آ گئے۔

پھر رات کی تاریکی میں دو ایسے خاندانوں کی عزت کا جنازہ اُٹھ گیا، جو اپنی جھوٹی عزت کو گلے لگائے بیٹھے تھے۔ وہ اپنی ضد پہ قائم تھے، لیکن رات کی تاریکی نے اپنی تمام سیاہی اُن کے چہروں پر مل دی۔

دوسرے دن صبح سویرے نائلہ کا بڑا بھائی فیاض، الیاس کے پاس آیا۔ اُس نے پطرس اور نائلہ کے بارے میں پوچھا۔ کیونکہ وہ رات سے غائب تھی۔

"آہ یہ کیا ہوا، میں تو پطرس سے بات کرنے والا تھا۔ مگر ایک ہی رات میں یہ سب کچھ طے ہو گیا اور میں کچھ بھی نہ کر سکا۔" الیاس نے بڑے افسوس سے کہا، کیا تم پطرس کے گھر گئے ہو۔" الیاس نے مزید پوچھا۔ . . . "نہیں اُن کے ہاں تو میں نہیں گیا۔" فیاض نے جواب دیا۔ "تو چلو وہاں چل کر پتہ کرتے ہیں کہ آیا وہ گھر پر ہے یا نہیں۔" الیاس نے کہا۔ اور وہ دونوں اُس کے گھر کی طرف چل دیئے۔

پطرس گھر میں موجود تھا۔ فیاض اور الیاس کو دیکھ کر پہلے تو گھبرا گیا مگر

پھر اپنے آپ پر قابو پاکر بولا ... "آؤ آؤ، آج اتنی صبح کیسے آنا ہوا۔"

"دراصل میں یہ دیکھنے میں آیا ہوں کہ رات کے اندھیرے میں جو طوفان اُٹھا تھا، کہیں تم بھی تو اُس طوفان کے ساتھ"..... بس بس میں سب کچھ سمجھ گیا ہوں"۔ پطرس نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے پطرس کون آیا ہے"؟ پطرس کے والد نے آواز سُن کر باہر آتے ہوئے پوچھا اور پھر الیاس اور فیاض کو دیکھ کر بولے" الیاس کیا بات ہے"؟

الیاس نے تمام قصہ پطرس کے والد سے کہہ سُنایا۔ "پطرس کیا الیاس سچ کہہ رہا ہے"؟ والد نے غصّے سے کہا۔

"جی"، اتنا کہہ کر پطرس خاموش ہو گیا۔

"پطرس تُم نے اچھا نہیں کیا"... والد نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"لیکن میری بات سُنیئے"...

"کیا سُنوں..... تُم نے کوئی بات سُننے کے لئے چھوڑی بھی ہے۔ اب اور کیا سُنانا چاہتے ہو"؟ پطرس کے والد نے غصّے سے بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہمیں اُمید نہ تھی کہ آپ خاندانی جھگڑے کا بدلہ یوں لیں گے"۔ فیاض جو اب تک خاموش تھا۔ پطرس کے والد سے بڑے غصّے سے بولا۔

"نہیں نہیں خدا گواہ ہے مجھے اس کے بارے میں کچھ علم نہیں" پطرس کے والد نے فیاض کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ "حیرانی کی بات ہے کہ آپ کا کوئی واسطہ بھی نہیں اور پطرس اب تک آپ کے گھر میں موجود ہے" فیاض نے جواب دیا۔

"ہمیں تو معلوم ہی نہیں کہ اِس نے یہ حرکت کب کی" پطرس کے والد نے پھر کہا۔

اُن کی بات کاٹتے ہوئے فیاض بولا... "تو کیا نائلہ آپ کے گھر میں نہیں" "میری بات پر اعتبار کرو، مجھے اِس بارے میں کچھ علم نہیں"۔ پھر پطرس سے

بولے "پطرس۔ نائلہ کہاں ہے؟"
پطرس پہلے تو کچھ دیر خاموش رہا مگر پھر والد کے دوبارہ کہنے پر بولا۔ "ابا جان! نائلہ اب میری بیوی ہے۔ ہم دونوں نے اسلام قبول کر کے گذشتہ رات نکاح بھی کروا لیا ہے۔
"میرے گھر سے اسی وقت نکل جاؤ" پطرس کے والد نے اُسے غصے سے دھکا دیتے ہوئے کہا۔
"ابا جان"۔۔۔۔
"میں کچھ سُننا نہیں چاہتا۔"
فیاض حیران تھا کہ اتنی پابندیوں کے باوجود یہ کیونکر ہو گیا۔ شاید نائلہ کو اس نے کہیں چھُپا رکھا ہے اور اب جھوٹ بول کر اتنا وقت نکالنا چاہتا ہے کہ کچھ چارہ کر سکے، یہ سوچ کر فیاض بولا۔۔۔۔
"یہ جھوٹ بولتا ہے۔"
"نہیں فیاض، وہ ٹھیک کہتا ہے میں جانتا ہُوں اور میں نے کوشش بھی کی تھی کہ اِسے اِس ارادے سے باز رکھوں، مگر اس نے ایک ہی رات میں سب کچھ کر دیا اور مجھے موقع ہی نہ ملا ورنہ آج میں اس سے پھر بات کرنے والا تھا۔"
پطرس کے والد اور فیاض دونوں خاموش کھڑے رہے اور پطرس آہستہ آہستہ سر جھکائے آگے بڑھ گیا۔
"یہ کیا ہو گیا"۔۔۔۔ پطرس کے والد سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔
الیاس سوچ رہا تھا جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا، اب پچھتانے سے کیا حاصل جب وقت تھا اُس وقت کسی نے نہ سوچا، دونوں خاندان اپنی اپنی ضد پر قائم رہے۔ دونوں کی ضد نے یہ نیا گُل کھلایا ہے۔ اب شاید دونوں ہی

اس چوٹ پر اپنی اپنی جگہ تلملا کر رہ گئے ہیں۔

پطرس سیدھا اکبر کے گھر گیا۔ اکبر ابھی سو کر اُٹھا تھا۔ پطرس کو دیکھتے بولا۔ "کہو بھئی کیا خبر ہے"

وہی جو ہونی چاہیئے تھی"...... پطرس نے جواب دیا۔ "ابھی الیاس ورفیاض آئے تھے سب کچھ اباجان کو معلوم ہو گیا ہے اور انہوں نے مجھے گھر سے نکال دیا"

"یہ تو مجھے پہلے ہی معلوم تھا"..... اکبر نے سُنتے ہوئے جواب دیا "مگر تم فکر نہ کرو۔ میرے ہوتے ہوئے تمہارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا"

"لیکن اب رہائش کا مسئلہ کیونکر حل ہو گا"؟ پطرس نے پوچھا۔

"تم فکر نہ کرو جب تک کوئی انتظام نہ ہو تم میرے ساتھ رہ سکتے ہو"۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے، ہمارے ساتھ والا مکان خالی ہے۔ میں مالک مکان سے بات کرونگا۔ تم بے فکر ہو جاؤ"

پھر اکبر نے نہ صرف مکان کا بندوبست کر دیا، بلکہ کچھ ضروری سامان بھی اُن کے لئے مہیا کر دیا...... اور کہا۔

پطرس کسی قسم کا تکلف نہ کرنا۔ اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے کہہ دینا

"دوست تم نے میری بڑی مدد کی ہے۔ اگر تم اس وقت میری مدد نہ کرتے تو نا جانے ہمارا کیا حال ہوتا" پطرس نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"چھوڑو یار ان باتوں کو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا"

"اچھا میں چلتا ہوں، پھر آؤں گا"

اب پطرس اور نائلہ دونوں اکبر کے ساتھ والے مکان میں رہنے لگے۔ انہیں اندیشہ تھا کہ شاید نائلہ کے والدین یا بھائی کسی قسم کا جھگڑا نہ کریں مگر

پھر یہ سوچ کر کہ اکبر ہمارے ساتھ ہے، بے فکر ہو گئے۔

دوسری طرف پہلے تو نائلہ کا بھائی اور والد بہت ناراض ہوئے مگر پھر الیاس نے فیاض سے بات کی اور کہا، "اب کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ تم قانون کا سہارا بھی نہیں لے سکتے ہو، کیونکہ نائلہ بالغ ہے اور اُس نے اپنی مرضی سے یہ سب کچھ کیا ہے۔ لڑائی جھگڑے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا، بلکہ اُلٹا بدنامی کا باعث ہوگا اور جن کو اب تک معلوم نہیں اُنہیں بھی معلوم ہو جائے گا۔"

فیاض کے ذہن نے اس بات کو قبول کیا اور اُنہوں نے بات کو آگے نہ بڑھایا۔

پطرس اور نائلہ کو بھی یہ بات معلوم ہو گئی یعنی اب ہر طرح سے بے فکری ہے مگر یہ بے فکری شاید پطرس کے لئے غلط ثابت ہو کیونکہ ابھی تک وہ بے روزگار تھا اور تمام اخراجات اکبر کے وسیلہ سے پورے ہو رہے تھے پطرس جانتا تھا کہ آخر مجھے کوئی نہ کام کرنا ہوگا۔ مگر کیا کرے کوئی ہنر بھی ہاتھ میں نہ تھا...... لیکن اکبر کے کہنے پر کہ تم فکر نہ کرو، میں ملازمت کا بھی بندوبست کر لوں گا...... پطرس بالکل ہی بے فکر ہو گیا تھا۔

دُوسرا باب

ایک ہفتہ گزر گیا۔ لیکن الیاس اِس واقعہ کو ذہن سے نہ ہٹا سکا۔ اُس کا ذہن بار بار اُلجھ جاتا، ایسا نہیں ہونا چاہیئے تھا آخر ایسا کیوں ہوا؟

رات کے دس بج چکے تھے مگر الیاس ابھی تک نہ سو سکا۔ اُس کا ذہن دُور بہت پیچھے، آج سے پندرہ سال پہلے کی یادوں میں ڈوب گیا، جب کہ ابھی اس کے والد زندہ تھے۔ اُن کے اور پطرس کے والد کے بڑے گہرے دوستانہ تعلقات تھے اور اسی طرح نائلہ کے والدین کے بھی۔ یہ تینوں خاندان آپس میں ایک تھے۔ اُسے یاد تھا کہ اُس کے والد اکثر بیمار رہا کرتے تھے اور ایک دن جب وُہ سکول سے واپس آیا تو اُس کے گھر کافی لوگ جمع تھے الیاس کو دیکھتے ہی اس کی امّی نے اُسے سینے سے لگا لیا اور زار زار رونا شروع کر دیا۔

تب پطرس کے والد نے آگے بڑھ کر اُس کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا ”بیٹے الیاس، تمہارے ابا جی فوت ہو گئے ہیں۔“

”جی“ ۔ ۔ ۔ ۔ الیاس کو بڑی حیرانی ہوئی ۔ ۔ ۔ ۔ آج صبح ہی سکول جانے سے پہلے وہ اپنے والد کے پاس کتنی دیر تک بیٹھ کر باتیں کرتا رہا۔ ۔ ۔ ”کیا واقعی ابا جی فوت ہو گئے“ ۔ ۔ ۔ بعد کی باتیں الیاس کو خواب کی مانند محسوس ہوئیں اِسے صرف اتنا یاد تھا کہ لوگ اس کے والد کو قبرستان میں دفنا آئے تھے۔

الیاس بہت جلد اپنے والد کی موت کو بھول گیا اور پھر سے اپنے دوستوں کے ساتھ سکول میں گھل مل گیا۔ لیکن اُس کی والدہ اب الیاس کا کچھ زیادہ ہی خیال رکھتی تھیں۔ کیوں نہ ہو، اُن کا ایک ہی تو بیٹا تھا۔ روزانہ وہ الیاس کو ساتھ لے کر بائبل پڑھتیں اور دُعا کرتیں۔ وہ اپنے بچے کی زندگی کو کامیاب بنانا چاہتی تھیں اور وہ سمجھتی تھیں کہ کامیاب زندگی گزارنے کے لئے کلام کے مطابق چلنا نہایت ضروری ہے۔ یہ الیاس کی ماں کی تعلیم کا اثر تھا کہ الیاس بچپن ہی سے ہر اچھی اور بُری بات میں تمیز کرنا سیکھ گیا۔ ایک ہی بیٹا ہونے کی وجہ سے ممکن تھا کہ الیاس کی عادتیں بگڑ جاتیں، مگر ماں کے جائز پیار اور تربیت نے پورا اثر دکھایا۔

اُدھر نا جانے کس بات پہ نائلہ اور پطرس کے گھرانے کی عورتیں آپس میں جھگڑ پڑیں اور پھر بات بڑھتے بڑھتے مردوں تک آ پہنچی۔ دونوں خاندانوں میں کئی بار لڑائی ہوئی اور یوں یہ خاندان ایک دوسرے سے دُور ہو گئے۔ پطرس الیاس اور نائلہ کا بھائی فیاض اکٹھے سکول جاتے تھے۔ لیکن لڑائی کے بعد پطرس اور فیاض کی خواہش تھی کہ وہ دونوں میں کسی ایک کے ساتھ رہے۔ مگر الیاس دونوں کے ساتھ یکساں سلوک کرتا۔ خاندانی رنجش یہاں تک بڑھ گئی کہ ایک دن نائلہ کے والد نے الیاس کی امّی کو صاف کہہ دیا۔۔۔۔۔ "بہن اب تمہیں فیصلہ کرنا ہوگا یا ہمارے ساتھ میل رکھو یا"۔۔۔۔۔

لیکن الیاس کی والدہ کوئی فیصلہ کرنے کو تیار نہ تھی کہ ایک کے ساتھ میل رکھے اور دوسرے کو حقیر جانے۔ آخر اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ ہو سکتا ہے اس لڑائی کا اثر الیاس پہ ہو اور وہ کسی فریق کے ساتھ مل جائے اس لئے مناسب ہے کہ یہاں کی رہائش چھوڑ دی جائے۔۔۔۔ اس کے بعد الیاس اور اُس

کی والدہ کسی دوسرے محلّے میں آ گئے۔ یہاں بمشکل انہیں چھوٹا سا مکان کرایہ پہ ملا۔

اب الیاس، پطرس اور فیاض سے دُور تھا، مگر پھر بھی سکول روزانہ ملاقات ہوتی تھی پھر تقدیر نے خود فیصلہ کر دیا کہ اُسے کس کے ساتھ رہنا ہے۔ فیاض فیل ہو گیا اور اُس نے سکول جانا چھوڑ دیا۔ اب الیاس اور پطرس اکٹھے تھے مگر دونوں کے خیالات میں بڑا فرق تھا۔ پطرس ایک لاپرواہ اور شرارتی لڑکا تھا، لیکن الیاس کی تربیت اُس کی والدہ نے کسی اور طرح کی ہوئی تھی۔ مگر پھر بھی دونوں اکٹھے تھے۔ کبھی کبھی تو الیاس پطرس کی حرکتوں سے بہت تنگ آ جاتا، لیکن پھر جلد ہی پطرس اُسے منا لیتا۔

دن یوُں ہی گزرتے رہے۔ پھر دونوں میٹرک پاس کرنے کے بعد ایک دوسرے سے جُدا ہو گئے۔

چونکہ الیاس اپنی بوڑھی والدہ کا اکیلا سہارا تھا جس نے بڑی تکلیفیں اُٹھا کر اُسے پڑھایا تھا، اِس لئے یہی موقع تھا کہ الیاس اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر اپنی ماں کو سنبھالے بڑی کوشش کے بعد اُسے نوکری مل گئی۔ اس کے بعد اُس کی شادی بھی ہو گئی۔ مگر پطرس کے بارے میں الیاس کو کچھ معلوم نہ تھا کہ وہ کس حال میں ہے۔ ایک دن اچانک وہ الیاس کے گھر آ گیا۔ اُسے دیکھ کر الیاس بہت خوش ہوُا اور گلے ملتے ہوئے کہا "اتنا عرصہ کہاں غائب رہے ہو؟"

"بس کچھ نہ پوچھو یار، عجیب چکّر بازی میں وقت گزر رہا ہے۔" پطرس نے جواب دیا۔ "لیکن تم سناؤ کیا حال ہے؟ تم سے تو اتنا بھی نہ ہوُا کہ معلوم کر لیتے میں کس حال میں ہوُں۔ آخر میں نے ہی پہل کی ہے۔"

"تم خوب جانتے ہو کہ میرا وہاں آنا اچھا نہیں، کیونکہ تمہارے اور فیاض

کے گھر والوں کے تعلقات آپس میں خراب ہیں۔ اگر تمہارے پاس آؤں تو وہ لوگ ناراض ہوتے ہیں، اگر اُن کے پاس جاؤں تو تمہارے گھر والے بگڑتے ہیں اب خود ہی بتاؤ کہ میں کیونکر آ سکتا ہوں۔" الیاس نے جواب دیا۔

"بات تو ٹھیک ہے بلکہ اب تو پہلے سے بھی زیادہ حالات خراب ہیں جب تمہاری شادی ہوئی تو میں یہاں نہ تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ میرے اور فیاض کے خاندان والے اس لئے نہ آئے کہ آپ لوگوں نے دونوں کو بلایا تھا۔ پطرس نے افسردگی سے کہا۔

"کتنا اچھا ہو اگر ہم پھر سے اکٹھے مل بیٹھیں۔" الیاس نے حسرت سے کہا۔

"کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد پطرس بڑی رازداری سے بولا۔" اب شاید ہمارے خاندان والوں کو پھر سے اکٹھا ہونا پڑے۔"

"کاش ایسا ہو سکتا لیکن یہ ناممکن ہے۔" الیاس نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔" اب ایسی کون سی وجہ ہو سکتی ہے کہ ایسا ہو"؟

"تم بس دیکھتے جاؤ، سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا..... ہم اپنی پوری کوشش کریں گے۔" پطرس نے جواب دیا۔

"ہم سے آپ کی کیا مراد ہے"؟ الیاس نے حیرانی سے پوچھا۔

پطرس نے ہنستے ہوئے جواب دیا،" بس دیکھتے جاؤ۔ وقت آنے پر معلوم ہو جائے گا۔" پھر اُٹھتے ہوئے بولا،" اچھا اب اجازت دو، کیا کسی دن گھر آ رہے ہو"؟

" بھئی میرا گھر آنا کچھ اچھا نہیں، تم ہی آجانا۔" الیاس نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

" اچھا ٹھیک ہے میں ہی آؤں گا۔" پطرس نے جواب دیا۔

پطرس کے جانے کے بعد الیاس سوچنے لگا۔ "وہ کیوں ایسا کہتا ہے۔ کہ اب پھر دونوں خاندانوں کو اکٹھا ہونا پڑے گا اور پھر اس پر طرہ یہ کہ "ہم کوشش کریں گے۔ تو کیا فیاض اور پطرس دونوں نے ارادہ کیا ہے کہ پھر سے دونوں خاندان اکٹھے ہو جائیں؟ لیکن فیاض سے تو کئی بار ملاقات ہوئی، مگر اُس نے کبھی کوئی ایسی بات نہ کی۔ پھر اور کیسے طرح ہو سکتا ہے"؟

لیکن الیاس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ ایسا کیونکر ہو گا۔ آخر اُس نے اِن خیالات سے یہ کہہ کر پیچھا چھڑایا کہ آئندہ ملاقات میں ضرور ہی پطرس سے معلوم کرےگا پھر سوچنے لگا۔ "ویسے یہ کتنا اچھا ہو کہ جدائی کی یہ دیوار جس نے نہ صرف دو خاندانوں بلکہ الیاس کے خاندان کو بھی جدا کر دیا تھا، گرا دی جائے۔"

اتوار کے دن الیاس ابھی عبادت سے واپس آیا ہی تھا کہ پطرس بھی آ گیا.... مگر آج وہ کچھ پریشان تھا۔

"کیا بات ہے پطرس آج کچھ پریشان ہو۔ خیر تو ہے" الیاس نے اُسے بٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"کیا بتاؤں دوست تمہیں یاد ہے جب میں پچھلی بار آیا تھا تو میں نے کہا تھا کہ شاید اب یہ لڑائی جھگڑا ختم ہو جائے مگر حالات پہلے سے بھی زیادہ خراب ہو گئے ہیں۔" پطرس نے بڑی اُداسی سے جواب دیا۔

"پطرس، صاف صاف بتاؤ آخر بات کیا ہے؟ کیا تم نے فیاض سے کچھ بات کی تھی جو پوری نہ ہو سکی"؟

"سنو میں تمہیں پوری کہانی سناتا ہوں۔ پھر تم صلاح دینا کہ ہم کیا کریں۔"

پطرس اتنا کہہ کر پھر خاموش ہو گیا۔

اُس کی خاموشی سے تنگ آ کر الیاس نے پھر کہا۔ "بھئی اب کہہ بھی دو۔"

"میں دراصل یہ سوچ رہا ہوں کہ ابتدا کہاں سے کروں۔" پطرس نے سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا ایسا ہی خطرناک معاملہ ہے جو تمہیں شروع کرنے کے لئے الفاظ ہی نہیں مل رہے ہیں؟"

مگر پطرس نے سُنی اَن سُنی کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔" الیاس تمہیں معلوم ہے کہ میں اور نائلہ شروع ہی سے ایک دوسرے کو چاہتے تھے۔

"کیا اب تک ؟" الیاس نے بات کاٹتے ہوئے حیرانی سے پوچھا۔

"ہاں دوست اب تک ... بلکہ اب تو یہ چاہت اور زیادہ پختہ ہو گئی ہے۔" پطرس نے جواب دیا۔

"بڑی حیرانی کی بات ہے کہ دونوں خاندانوں میں اتنی دشمنی ہونے کے باوجود بھی تم دونوں ایک دوسرے کو چاہتے ہو۔" الیاس نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"دوست پہلے میری پوری بات سُن لو پھر جو چاہو کہہ لینا۔"

"الیاس ہم دونوں نے بڑی کوشش کی کہ خاندانی طور پہ ہم پھر اکٹھے ہوں مگر ہمیں کامیابی نہ ہوئی۔ نائلہ نے اپنی امی سے سب کچھ کہہ دیا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ نائلہ پر پابندی لگا دی گئی کہ وہ گھر سے باہر نہ جائے۔ اِدھر جب میں نے اپنے والد سے بات کی تو جانتے ہو وہ کتنے ناراض ہوئے؟..... غصے سے کہنے لگے "یہ خیال اپنے دل سے نکال دو، ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ میں نائلہ کو کسی قیمت پر اپنی بہو نہیں بنا سکتا۔ بلکہ انہوں نے مجھے سختی سے حکم دیا کہ آئندہ کبھی نائلہ سے نہ ملوں اور اُسے بھول جاؤں۔"

پطرس نے الیاس کی طرف دیکھا جو سر جھکائے خاموش بیٹھا تھا۔ پھر بولا کہنے لگا۔" مگر ہم نے عہد کر لیا ہے کہ اگر شادی ہو گی تو ہماری مرضی کے مطابق

ہو گی ورنہ پھر کبھی نہ ہو گی..... اِدھر والد صاحب میرے لئے کسی اور رشتہ کا انتظام کر رہے ہیں مگر اُن کی کوشش کبھی پُوری نہ ہو گی۔ الیاس میں تم سے ایک سوال پوچھتا ہوں" اُس نے الیاس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

"پوچھو"..... الیاس اتنا کہہ کر اپنے دوست کی طرف دیکھنے لگا۔

"الیاس مجھے صرف اتنا بتاؤ..... کیا ہم جانور ہیں جو ہمیں یوں والدین اپنی مرضی سے جہاں چاہیں فروخت کر دیں، کیا ہمیں حق حاصل نہیں کہ ہم اپنی پسند کا ساتھی خود چنیں۔ بتاؤ جواب دو۔ اگر ہمیں کوئی حق حاصل نہیں تو پھر کیوں نکاح کے وقت مرضی پوچھی جاتی ہے؟ کیا وہ رضامندی فقط رسمی طور پر لی جاتی ہے یا اس میں کچھ حقیقت بھی ہے؟ اور اگر کچھ اصلیت ہے تو پھر اب کیوں انکار کیا جا رہا ہے۔ جب کہ ہم دونوں رضامند ہیں۔ جواب دو الیاس"

الیاس کچھ دیر اپنے دوست کی طرف دیکھتا رہا اور پھر بولا "پطرس تم نے جو کچھ پوچھا ہے تمہیں اس کا جواب ضرور دوں گا۔ مگر پہلے میری ایک بات پر کان لگاؤ..... سنو دوست ہر علاقے کے کچھ رسم و رواج ہوتے ہیں جو انسان کو کسی قدر مجبور کر دیتے ہیں اسی طرح ہمارے یہاں بھی یہ رسم کچھ اتنی شدید ہے کہ اگر کوئی اپنی مرضی سے کہیں شادی کر لے تو اسے بےحیا اور نا جانے کیا کچھ کہا جاتا ہے اور پھر اپنے ہی خاندان والے بھی منہ موڑ لیتے ہیں۔ ویسے میں خود تمہارے اس خیال سے اتفاق کرتا ہوں کہ اگر اپنی پسند کچھ بھی نہیں تو پھر کیوں نکاح کے وقت ہر دو فریق کی رضامندی لی جاتی بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ دونوں کی رضامندی کا نام ہی نکاح ہے"

"لیکن دوست تمہارا معاملہ کچھ عجیب سا ہے تمہارے خاندانوں کی آپس

میں ناچاقی ہی رکاوٹ کا باعث ہے۔ دونوں فریق میں سے کوئی بھی جھکنے کو تیار نہیں...... ایسے حالات میں تمہاری شادی اِس خاندان میں ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔"

"ٹھیک ہے..... لیکن میں ہر طریقے سے نائلہ کو حاصل کرنے کے لئے تیار ہوں۔" پطرس نے بڑے پُرجوش لہجے میں جواب دیا۔

"لیکن کیسے؟" الیاس نے حیرانی سے پوچھا۔

"تمہیں معلوم ہے میرا ایک دوست اکبر ہے میں نے اس سے مشورہ کیا ہے اور یہ طے پایا کہ اگر میں اور نائلہ اسلام قبول کرلیں تو یہ شادی کا کام آسانی سے ہو جائے گا۔"

پطرس کی بات سُن کر الیاس حیران رہ گیا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ معاملہ یہاں تک بڑھ گیا ہے۔

"نہیں دوست میں تمہیں ایسا مشورہ دُوں گا۔" الیاس نے سمجھانا چاہا۔

"لیکن اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں" پطرس نے بے چارگی سے کہا "تم نائلہ کے بھائی یا والد سے خود بات کر کے دیکھ لو۔" "سب فضول ہے کچھ نہیں ہو سکتا۔"

"بہتر ہے کہ ابھی تم اور انتظار کرو۔ شاید کوئی راستہ نکل آئے" الیاس نے رائے ظاہر کی۔

"انتظار..... دوست تم نہیں جانتے اگر اور انتظار کیا گیا تو پھر تاحیات وہ وقت نہیں آئے گا۔ کیونکہ اُدھر میرے والدین میری شادی کی تیاری کر رہے ہیں ادھر نائلہ کے والدین اُس کے لئے رشتہ تلاش کر رہے ہیں اب اور انتظار مشکل ہے۔"

کچھ دیر دونوں خاموش رہے پھر پطرس بولا۔
"اچھا دوست میں چلتا ہوں پھر آؤں گا۔۔۔"
لیکن الیاس خاموش ہی رہا اور پطرس چلا گیا۔

آج تیسرا دن تھا مگر اب تک کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ جو خیال پطرس نے ظاہر کیا تھا، الیاس اُس کا مخالف تھا۔ اور خود ابھی تک الیاس کے ذہن میں کوئی ایسا حل نہ تھا۔ مگر وہ پطرس کی رائے سے ہرگز اتفاق نہیں کر سکتا تھا۔

الیاس نے سوچا "میں پھر کوشش کروں گا۔ شاید پطرس کچھ دیر انتظار کرنے کے لئے مان جائے۔"

جب پطرس الیاس کو ملنے آیا تو الیاس نے بیٹھنے کے لئے اشارہ کرتے ہوئے کہا "کیا تم نے میری بات پر غور کیا ہے؟" "ہاں، مگر انتظار کرنے سے وقت ہاتھ سے نکل جائے گا اور ہم بے بس ہو کر رہ جائیں گے" پطرس نے جواب دیا۔

تیسرا باب

دِن گزرتے رہے۔ لیکن پطرس سے پھر ملاقات نہ ہو سکی نہ پطرس الیاس کے پاس آیا اور نہ ہی وہ اس کے پاس گیا۔

ایک دن جب الیاس کام سے واپس گھر آ رہا تھا تو راستے میں پطرس اچانک مِل گیا۔ دیکھتے ہی پطرس بولا "کیا حال ہے الیاس تم تو عید کا چاند ہی ہو گئے کبھی آئے ہی نہیں۔"....

"معاف کرنا دوست شکایت تو مجھے تم سے تھی کیونکہ مجھے تو تمہارے گھر کا پتہ ہی نہیں۔ مگر تم"!....

"اوہ بھئی میں بھول گیا تھا" پطرس نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "آؤ تمہیں اپنا گھر دکھا لاؤں۔

"اِس وقت نہیں بھائی پھر کبھی سہی" الیاس نے جلدی سے کہا۔

"کیوں اب کیا ہے؟ شاید تم مجھ سے ناراض ہو" پطرس بولا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں" الیاس نے جلدی سے کہا۔

"تو پھر آؤ"..... آخر الیاس کو جانا ہی پڑا۔ اپنے دوست کے گھر آ کر الیاس زیادہ تر خاموش ہی رہا۔ اُس کی خاموشی دیکھ کر پطرس نے پوچھا "بھئی کیا سوچ رہے ہو"؟.....

"کچھ نہیں بس یُوں ہی" الیاس نے ٹالتے ہوئے کہا۔

"یوں ہی نہیں، کوئی بات تو ہے" پطرس نے پھر اصرار کیا۔

"اچھا دوست پہلے ایک بات دو" الیاس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"پوچھو"

"کیا تم نے کبھی محسوس کیا ہے کہ تم نے کتنی بڑی غلطی کی ہے" الیاس نے سوال کیا۔

"الیاس چونکہ تم نے پوچھا ہے لہٰذا سنو! اگر ہمارے والدین متفق ہو جاتے تو شاید ہم ایسا نہ کرتے اور پھر ہم جیسے پہلے تھے ویسے ہی اب ہیں مجھے تو کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا"..... پطرس نے جواب دیا۔

"میں مانتا ہوں کہ اگر تمہارے والدین اپنی ضد سے باز آجاتے تو ایسا نہ ہوتا مگر پھر بھی میں کہتا ہوں کیا ایسا کرنا مناسب تھا؟"

"چھوڑو یار ان باتوں کو۔ جو ہونا تھا ہو چکا، اب کیا فائدہ ان باتوں سے" پطرس نے بڑی بے زاری سے جواب دیا۔

ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اکبر بھی آگیا۔ الیاس سے ہاتھ ملاتے ہوئے بولا۔

"سناؤ بھائی الیاس کیا حال ہے؟ بڑے دنوں بعد شکل دکھائی ہے"

"کام کی زیادتی کی وجہ سے فرصت ہی نہیں ملتی" الیاس نے جواب دیا۔

"ہوا کوئی انتظام یا نہیں" پطرس نے اکبر سے پوچھا۔

"ابھی تو نہیں ویسے تم فکر نہ کرو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا"

"اچھا میں چلتا ہوں"..... اکبر نے جواب دیا، اور الیاس سے ہاتھ ملا کر چلا گیا۔

اکبر کے جانے کے بعد الیاس نے پوچھا، "کس بات کا انتظام نہیں ہُوا"؟

"میرے لئے کوئی نوکری وغیرہ"۔ پطرس نے جواب دیا۔

"تو کیا تم ابھی تک بے کار ہو"؟ الیاس نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں یار ابھی تک بے کار ہُوں"..... پطرس نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"تو گھر کا خرچ وغیرہ کیسے چلتا ہے"؟ الیاس نے ایک اور سوال کر دیا۔

"ابھی تک تو اکبر ہی سب کچھ کر رہا ہے۔ ویسے اب جلدی ہی نوکری کا بندوبست ہو جائے گا اور پھر فکر کی بھی کوئی بات نہیں۔ اکبر بڑا اچھا دوست ہے۔ آج تک کسی چیز کی کمی محسوس نہیں ہونے دی" پطرس نے اکبر کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے مگر"....

"مگر کیا"! پطرس نے پوچھا۔

الیاس نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ سوچ رہا تھا۔ کیا اکبر ہی اب تک اِن کا ہر قسم کا خرچ برداشت کر رہا ہے؟ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اکبر ایک امیر اور عیاش آدمی ہے۔ اکبر کا یوں بے روک ٹوک آنا جانا، اُسے اچھا نہ لگا، لیکن وہ روک بھی نہ سکا۔ کیونکہ پطرس کے خیال کے مطابق اکبر ایک بہترین دوست تھا۔ شاید وہ اکبر کے خلاف کوئی بات سُننا پسند نہ کرے......

"کیا سوچ رہے ہو دوست"؟ پطرس نے الیاس کو خاموش دیکھ کر پوچھا۔

"کچھ نہیں"..... "کوئی خاص بات تو نہیں" لیکن تمہیں جلد از جلد اپنے

لئے کسی نوکری کا بندوبست کرنا چاہیئے" الیاس نے سمجھاتے ہوئے کہا
میرا اپنا بھی یہی خیال ہے اور اکبر بھی بہت کوشش کر رہا ہے"
پطرس نے جواب دیا۔

"اچھا دوست، میرا خیال ہے مجھے چلنا چاہیئے۔ کافی دیر ہوگئی گھر والے پریشان ہوں گے کہ اب تک کیوں نہیں آیا، پھر ملیں گے"

"ہاں بھئی کبھی کبھی آتے رہا کرو"

الیاس رخصت ہو کر گھر کی طرف چل دیا۔

راستے میں عجیب عجیب خیال الیاس کے ذہن میں چکراتے رہے" پطرس ہر بات میں اکبر پر اتنا بھروسہ رکھتا ہے کہ اپنے لئے کام کا بندوبست بھی خود نہیں کرتا۔ سب کچھ اکبر ہی کرے گا۔ اکبر کو الیاس اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ ایک خطرناک آدمی ہے۔ لیکن میری بات کون مانے گا؟ اکبر نے پطرس کو ہر طرح کی سہولت مہیا کی ہوئی ہے جس سے پطرس بالکل ناکارہ ہوگیا ہے۔ اُسے ضرور کوئی کرنا چاہیئے۔ اگر وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے تو بہتر ورنہ......
..... ورنہ......"

تمام راستے طرح طرح کے خیالات اُس کے ذہن میں آتے رہے۔" میں بھی کوشش کروں گا کہ اُس کے لئے کوئی نوکری مل جائے" الیاس نے اپنے دل میں سوچا..... پھر سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا"

چوتھا باب

چند دنوں سے پطرس کچھ پریشان تھا۔ اس پریشانی کی وجہ بے روزگاری نہیں بلکہ وہ افواہیں تھیں جو آج کل پورے محلّے میں سُنی جاتی تھیں۔ وہ یہ بات ماننے کو ابھی تک تیار تو نہ تھا لیکن وہ سوچتا تھا پھر لوگ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ گو ابھی تک پطرس کے منہ پر کسی نے نہیں کہا تھا لیکن اس نے کئی لوگوں کو آپس میں بات کرتے سُنا ...... "کیا واقعی اکبر اتنا گر سکتا ہے؟ کیا نائلہ مجھے دھوکہ دے سکتی ہے"؟ .... یہ تھے وہ خیالات جو آج اُسے پریشان کر رہے تھے ......

"میں کیا کروں"؟ کیا کسی اور مکان کا بندوبست کروں؟ مگر کیسے؟ بے روزگاری .... مجھے کسی کام کا بندوبست ضرور کرنا چاہیئے..
..... شاید الیاس میری کچھ مدد کر سکے ..... " میں آج ہی الیاس سے بات کروں گا"

پھر شام کو وہ الیاس سے ملنے چل دیا۔

"آؤ آؤ پطرس بھائی کیسے آنا ہوا"؟ الیاس نے اپنے دوست کو بٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"الیاس میں آج بڑی اُلجھن میں پھنس گیا ہوں"

"کہو۔ کہو اگر میرے لائق کوئی خدمت ہو تو میں تیار ہوں"

"کیا تم میرے لئے کسی کام کا بندوبست کر سکتے ہو؟"

"خیریت تو ہے؟ یہ تمہیں ایک دم کام کی کیسے یاد آگئی؟"

"کوئی خاص بات نہیں" پطرس نے ٹالتے ہوئے کہا۔

"تو جو عام بات ہے وہی کہہ ڈالو۔ دوست میں جس دن تمہارے گھر گیا تھا مجھے اُسی دن احساس ہو گیا تھا کہ اب تمہیں اپنی ذمہ داری سنبھالنا چاہیئے۔ لیکن تم اکبر پر بہت اعتماد کرتے تھے اس لئے کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا۔ اور میرے خیال میں آج تم اسی کی وجہ سے اس اُلجھن میں گرفتار ہو..... کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"

"تمہارا اندازہ درست ہے" پطرس نے جواب دیا۔ وہ حیران تھا کہ الیاس نے اتنی صحیح اور واضح رائے کیسے قائم کر لی۔

"لیکن دوست میں پھر بھی سننا چاہتا ہوں کہ آخر ایسی کونسی بات ہے جس نے تمہیں کام کی اہمیت کا احساس دلایا؟" الیاس نے پوچھا۔

"میں تم سے کوئی بات چھپا کر نہیں رکھوں گا....." پطرس نے جواب دیا۔ "الیاس آج کل محلے میں اکبر اور نائلہ کے بارے میں عجیب عجیب باتیں سُننے میں آرہی ہیں۔"

"تو میرا اندازہ بالکل ٹھیک رہا" الیاس نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"اب تم بتاؤ کہ ایسے حالات میں مجھے کیا کرنا چاہیئے؟" پطرس نے پوچھا۔

"تم نے بالکل ٹھیک سوچا ہے۔ پہلے تمہیں کسی ایسے کام کی ضرورت ہے جس سے تم اپنا گھر کا انتظام کر سکو اور پھر مکان کی بھی تلاش کر لو تاکہ اکبر سے الگ رہ سکو۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ اکبر سے بالکل قطع تعلق کر لو۔"

"الیاس میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ نائلہ کبھی مجھے دھوکہ دے گی۔"

"پطرس میری بات کا بُرا نہ ماننا آج تمہیں نائلہ کی بے وفائی پر کتنی تکلیف ہوئی ہے۔ لیکن تم نے بھی کسی سے بے وفائی کی ہے۔ خیر چھوڑو تم پھر کہو گے کہاں کی کہاں لے گیا۔ تم بھی کوشش کرو، میں بھی کروں گا کہ تمہارے لئے کوئی انتظام ہو سکے۔ ویسے میری بات یاد رکھنا کہ اکبر کوئی آدمی نہیں ہے۔"

"اچھا الیاس میں اب چلتا ہوں" پطرس نے اُٹھتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے میں انتظام ہوتے ہی اطلاع کر دوں گا تم بھی کوشش کرو"۔۔۔۔

پانچواں باب

اکبرؔ کے متعلق میرا اندازہ بالکل ٹھیک نکلا۔ لیکن اب بھی کچھ نہیں بگڑا ابھی وقت ہے۔ مجھ سے ایک بار غلطی ہو چکی ہے لیکن اس بار میں پوری کوشش کروں گا۔ شاید پطرسؔ اپنی غلطی مان جان جائے ..... اگر جلد ہی کوئی بندوبست نہ ہو سکا تو شاید حالات زیادہ خراب ہو جائیں۔ اگر پطرسؔ اور نائلہؔ کے والدین کی رضامندی سے یہ کام ہوتا تو نوبت یہاں تک نہ آتی۔ اگر اب بھی پطرسؔ کے والد مان جائیں اور پطرسؔ اپنے خاندان میں واپس چلا جائے تو شاید بربادی سے بچ جائے۔

دوسرے دن الیاسؔ نے پطرسؔ سے بات کی لیکن اُس نے ٹالتے ہوئے کہا ..... "الیاسؔ تم میرے والد صاحب کو اچھی طرح جانتے ہو۔ وہ کسی قیمت پر ہمارا واپس گھر آنا برداشت نہیں کریں گے۔"

"میں جانتا ہوں کیونکہ تم نے اسلام قبول کر لیا ہے۔" الیاسؔ نے جواب دیا۔

"لیکن دوست تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں نے صرف نائلہؔ کو حاصل کرنے کے لئے ایسا کیا تھا خواہ تم اسے میری بزدلی کہو خواہ بے ایمانی کیونکہ میں اپنے اور نائلہ کے خاندان والوں کی مخالفت برداشت نہ کر سکتا تھا لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد اُن میں سے کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ ہمارے خلاف کوئی قدم اُٹھائے۔ الیاسؔ، اگر میرے والدین مجھے معاف کر دیں تو میں واپس آنے کو

تیار ہوں، لیکن ایسا ہونا ممکن نہیں" پطرس نے بڑی مایوسی سے سمجھاتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر بھی دوست ہمیں کوشش تو کرنی چاہیئے۔ میں نائلہ کے بھائی اور تمہارے والد سے بات کروں گا۔ شاید وہ مان جائیں"

"تمہاری مرضی، ویسے مجھے تو کوئی اُمید نہیں" پطرس بولا۔ خیر تم بات کر کے دیکھو"

ٹھیک ہے، میں آج ہی بلکہ ابھی فیاض سے بات کروں گا۔ تم میرا انتظار کرو۔ میں جلدی واپس آجاؤں گا" الیاس نے اُٹھتے ہوئے کہا، وہ گھر سے نکلا ہی تھا کہ راستے ہی میں فیاض سے ملاقات ہو گئی۔ ہاتھ ملاتے ہوئے فیاض بولا "الیاس تم نے تو آنا ہی چھوڑ دیا اور سناؤ کدھر کی تیاری ہے؟

"تمہاری طرف ہی آرہا تھا کہ تم راستے میں مل گئے" الیاس نے جواب دیا۔

"خیریت تو ہے، آج کیسے ہماری یاد آگئی؟" فیاض نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"فیاض تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے" الیاس نے آہستہ سے جواب دیا۔

"کہو ایسی کیا خاص بات ہے؟"

پھر الیاس نے تمام رُوداد کہہ سنائی۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد فیاض نے جواب دیا۔ "مجھے تو کوئی اعتراض نہیں لیکن ابا جان کسی قیمت پر یہ بات ماننے کو تیار نہ ہوں گے"

"لیکن فیاض یہ تو سوچو کہ یہ نہ صرف دو زندگیوں کا بلکہ دونوں . . . . . . خاندانوں کی عزت کا سوال بھی ہے۔ جو کچھ اب تک ہو چکا اُسے بھول جاؤ ورنہ اس سے بھی زیادہ بدنامی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

”ٹھیک ہے چلو ابا جان سے بات کرتے ہیں لیکن اُمید نہیں کہ وہ مان جائیں۔“ دونوں باتیں کرتے کرتے گھر تک آ گئے۔

”اچھا الیاس تم ذرا ٹھہرو، میں ابا جان کو اطلاع کرتا ہوں۔“

پھر تھوڑی دیر بعد الیاس نائلہ کے والد اور بھائی کے ساتھ کمرے میں بیٹھا تھا۔

”الیاس مجھے فیاض نے بتایا ہے کہ تم کوئی پیغام لے کر آئے ہو۔“ نائلہ کے والد صاحب نے بات شروع کر دی۔

”جی ہاں آپ سے کچھ کہنے کے لئے ہی حاضر ہوا ہوں۔“

”لیکن پہلے میری بات سنو۔ نائلہ اور پطرس کے بارے میں کوئی بات کرنا فضول ہے۔ میں ان کے بارے میں کچھ سننا نہیں چاہتا۔“

”لیکن ابا جان پہلے الیاس کی پوری بات تو سن لیں،“ فیاض ایک دم بول پڑا۔

”دیکھئے حالات کچھ ایسے ہیں کہ اگر آپ نے اس وقت انہیں سہارا نہ دیا تو۔“

”بس بس رہنے دو میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا۔ الیاس میری بات غور سے سنو یہ میرا آخری فیصلہ ہے کہ ان دونوں میں سے میرے جیتے جی کوئی بھی اس چھت کے نیچے نہیں آ سکتا۔“

”لیکن ابا جان۔“ فیاض نے کہنا چاہا۔

”تو کیا تم بہن کی وکالت کرنے آئے ہو لیکن یاد رکھو بہن کا ساتھ دینے کے لئے تمہیں خاندان چھوڑنا ہوگا۔ اگر تم میں ذرا بھی غیرت کا مادہ ہے تو تم ایسا نہ کہو گے۔“

ابّا جان آپ غلط سمجھے۔ میں نے آج تک وہی کیا جو آپ نے کہا اور وہی کرونگا جو آپ کہیں گے۔"

کچھ دیر خاموش رہ کر الیاس بولا۔" تو کیا میں کچھ امید نہ رکھوں؟"

"الیاس ہمارے لئے نائلہ اُسی دن مرگئی تھی جس دن اُس نے اِس گھر سے باہر قدم نکالا تھا" نائلہ کے والد نے غصّے سے جواب دیا۔

الیاس جو نیاض سے گفتگو کرنے کے بعد کسی قدر ..... پُر اُمید تھا اب مایوس ہو کر وہاں سے آ گیا۔

باہر آتے ہی الیاس کے ذہن میں خیال آیا کیوں نہ پطرس کے والد سے بھی آج ہی مل لیا جائے۔

پطرس کے والد نے بڑے تحمّل سے الیاس کی بات سُنی اور پھر بولے "بیٹا الیاس میں سوچوں گا کہ میں کیا کر سکتا ہوں"۔

"اس میں سوچنے کی کیا بات ہے؟ آپ اگر اُنہیں سہارا دیں تو وہ بربادی سے بچ سکتے ہیں ورنہ ....."

" ٹھیک ہے بیٹے لیکن پھر بھی مجھے معلوم کرنا ہے کہ نائلہ کے والدین کے خیالات کیا ہیں۔"

"میں آپ کی بات سمجھا نہیں،، الیاس نے حیرانی سے پوچھا۔

" دیکھو الیاس، اگر نائلہ کے والدین مخالفت نہ کریں تو میں تیار ہوں۔ ورنہ بہت مشکل ہے۔ ویسے تم کل شام میرے پاس پھر آنا تب تک میں اچھی طرح سوچ لوں گا۔

کل کا وعدہ لے کر الیاس واپس آ گیا۔

پطرس ابھی تک انتظار کر رہا تھا۔ دیکھتے ہی بولا۔" کہو دوست کیا

خبر لائے ہو؟"

"نائلہ کے والد نے تو صاف انکار کر دیا لیکن تمہارے والد نے کل شام تک سوچنے کی مہلت مانگی ہے۔"

"مجھے امید نہیں الیاس۔ مجھے بالکل امید نہیں۔ میرا گناہ ناقابل معافی ہے میں نے اپنے والدین سے بھی دھوکہ کیا اور ان کے اعتماد کو دھوکہ دیا ہے۔ میں قصور وار ہوں، مجھے میرے کئے کی سزا ملنی چاہیئے" بطرس نے بڑی اداسی سے جواب دیا "اچھا اب میں چلتا ہوں کل آؤں گا۔"

چھٹا باب

دوسرے دن ڈیوٹی سے فارغ ہوتے ہی۔ الیاس اپنے دوست کے والد سے ملنے چلا گیا۔

پطرس کے والد نے الیاس کو کمرے میں بٹھایا اور خود بھی خاموشی سے پاس بیٹھ گئے۔

آخر کچھ دیر کے بعد، الیاس نے پوچھا" آپ نے کیا فیصلہ کیا؟ میں تو بڑی اُمید لے کر آیا ہُوں دیکھئے مجھے مایُوس نہ کیجئے گا۔

"بیٹے الیاس کیا بتاؤں میں بڑی اُلجھن میں ہُوں۔ میں شاید پطرس کے لئے کچھ نہ کر سکوں"

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"الیاس میں ٹھیک کہہ رہا ہوں، تمہارے جانے کے بعد میں نے ایک آدمی نائلہ کے والد کے پاس بھیجا تھا تاکہ اُن کے خیالات معلوم کروں۔ جانتے ہو اُنہوں نے کیا کہا ہے؟"

الیاس خاموش رہا۔

وُہ پھر بولے" میں بتاتا ہُوں سنو۔ اگر میں پطرس اور نائلہ کو اپنے گھر آنے دُوں تو وہ یہ سوچیں گے کہ میں بھی اس سازش میں شریک تھا اِسی لئے اب اُن کو پناہ دے رہا ہُوں اور اِس صُورت میں اُن سے جو ہو گا وہ کریں گے،

الیاس پھر اُن کے ساتھ ہی پُوری برادری بھی میرے خلاف ہو جائے گی اور میں اتنی بڑی مخالفت برداشت نہیں کر سکتا۔"

"لیکن یہ تو سوچیئے اگر آپ نے سہارا نہ دیا تو اُن کا کیا ہو گا؟"

"میں سب کچھ جانتا ہُوں لیکن میں مجبور ہُوں۔ میں کچھ نہیں کر سکتا مجبوری ہے الیاس مجبوری ہے۔ البتہ اُنہیں اگر اور کسی قسم کی مدد کی ضرورت ہو تو میں تیار ہوں۔ اگر روپے پیسے کی ضرورت ہو تو وہ بھی دینے کے لئے تیار ہوں۔"

الیاس کچھ دیر خاموش رہا پھر بڑے دُکھ سے بولا "آپ اپنی اولاد کو سہارا نہیں دے سکتے، مَیں مانتا ہوں کہ اُن سے غلطی ہوئی۔ لیکن ہر غلطی معاف ہو سکتی ہے۔ آپ پیسے سے ان کی مدد تو کر سکتے ہیں لیکن اپنے پاس نہیں رکھ سکتے جس چیز کی اُنہیں ضرورت ہے وہ آپ نہیں دے سکتے اور جو کچھ آپ دے سکتے ہیں شاید وہ قبول نہ کریں اُنہیں روپے کی نہیں، سہارے کی ضرورت ہے۔"

"بس کرو الیاس مَیں تمہارے خیالات کی قدر کرتا ہوں لیکن اِن پر عمل کرنا میری طاقت سے باہر ہے۔ برادری کے سامنے میں اتنی بے عزتی برداشت نہیں کر سکتا۔

پطرس کے والد اتنا کہہ کر اندر چلے گئے اور الیاس سارے راستے سوچتا رہا "برادری کے سامنے مَیں اتنی بے عزتی برداشت نہیں کر سکتا اگر اپنی اولاد کو سہارا دینے سے بے عزّتی ہو گی تو عزت کیا ہے؟ کیا زیادہ بے عزّتی تب نہ ہو گی جب دو زندگیاں برباد ہو جائیں گی؟ پطرس کو سہارے کی ضرورت ہے۔ لیکن کوئی سہارا دینے کو تیار نہیں۔ جھوٹی عزت کے لیئے باپ بھی بیٹے سے منہ موڑ گیا...... لیکن...... میں خود اپنے دوست کو سہارا دُوں گا۔

..... میں تمام مخالفت برداشت کروں گا۔ مجھے پروا نہیں اگر بے عزتی بھی ہو۔ پطرس کو کیا جواب دوں؟ وہ انتظار میں ہوگا اُسے کتنی مایوسی ہوگی جب وہ سُنے گا کہ اس کے والد نے بھی انکار کر دیا۔ وہ انہیں خیالات میں ڈوبا گھر آگیا۔ پطرس بھی گھر میں موجود تھا۔

"کہو بھئی کیا خبر لائے" پطرس نے دیکھتے ہی پوچھا۔

"لیکن الیاس خاموش ہی رہا۔ وہ جواب بھی کیا دیتا۔

"بولتے کیوں نہیں کیا بات ہے"؟ پطرس نے پھر پوچھا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ کیا بتاؤں"

"ایسی کیا خاص بات ہے؟ کیا والد صاحب نے انکار کر دیا ہے؟ مجھے پہلے ہی اُمید تھی کہ ایسا ہی ہوگا۔ خیر کوئی بات نہیں!"

"نہیں نہیں پطرس پہلے میری بات سنو۔ کچھ مجبوریوں کے تحت تمہارے والد تمہیں اپنے پاس تو نہیں رکھ سکتے لیکن وہ تمہاری ہر طرح سے مدد کرنے کو تیار ہیں"

"نہیں دوست مجھے معلوم ہے کہ وہ مجھے معاف کرنے کے لئے تیار نہیں مَیں گنہگار ہُوں مجھ سے بڑی بھاری غلطی ہوئی۔ میں نے جس چیز کو حاصل کرنے کے لئے خاندان اور اپنے ایمان سے انکار کیا آج وہی مجھے دھوکہ دے رہی ہے میری سزا ایسی ہونی چاہیئے۔ پطرس نے مایوسی سے جواب دیا۔"

"لیکن پطرس، اس غلطی کی تلافی بھی تو ہو سکتی ہے۔"

"نہیں دوست میرا گناہ ناقابلِ معافی ہے۔ میرا قصور بڑا ہے میری سزا اس سے بھی بڑی ہونی چاہیئے۔ میں جانتا ہُوں یہ میری کرنی کا پھل ہے" پطرس کی آواز کا دلی درد الیاس سے چھپا نہ تھا۔

"دوست تمہیں اتنا مایوس نہ ہونا چاہیئے"۔ الیاس نے اُسے تسلی دی
"سب کچھ فضول ہے دوست بربادی میرا مقدر بن چکی ہے۔ کوئی طاقت مجھے اِس تباہی سے نہیں بچا سکتی"۔
"تمہارا خیال غلط ہے۔ تم اب بھی سیدھے راستے پر آسکتے ہو"۔
پطرس کچھ دیر خاموش رہا اور پھر بولا "نہیں الیاس اب مجھے کسی سہارے کی ضرورت نہیں۔ جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا۔ اگر مجھے تباہ ہونا ہے تو ایسا ہی سہی مَیں سب کچھ برداشت کرنے کو تیار ہوں"۔
"حالات کے تحت تمہارا وہاں رہنا مناسب نہیں۔ تم عارضی طور پر نائلہ کو ساتھ لے کر ہمارے پاس آجاؤ۔ پھر باقی بعد میں دیکھا جائے گا"۔
"نہیں دوست میں تم پر بار نہیں بننا چاہتا"۔
"کیسی باتیں کرتے ہو پطرس؟ بھلا سوچو تو اس میں بار کی کیا بات ہے؟ ہم پھر کوشش کریں گے شاید حالات جلد ہی ٹھیک ہو جائیں"۔
"جیسے تمہاری مرضی لیکن مَیں حیران ہوں کہ نائلہ نے مجھ سے کتنا بڑا دھوکہ کیا"۔
"ٹھیک ہے لیکن اس میں تمہارا بھی قصور ہے"۔
"وہ کیسے؟"
"پطرس میری بات غور سے سُننا۔ اگر یہ شادی تمہارے والدین کی مرضی سے ہوتی تو کیا تم اکبر کا سہارا لیتے؟ ہرگز نہیں اور نہ ہی نائلہ سے اکبر واقف ہوتا۔ لیکن چونکہ تمہارا تمام انتظام اکبر کے ہاتھوں ہُوا اس لئے اُسے موقع مِل گیا اور پھر تم بے روزگار بھی ہو۔ اور تمام خرچ اکبر کے پیسوں سے ہوتا رہا۔ اکبر ایک امیر اور عیاش نوجوان ہے، اُسے جو کرنا تھا اُس نے کیا

خیر جو ہُوا سو ہُوا۔ تم آج ہی نائلہ کو یہاں لے آؤ۔"
جیسے تُم کہتے ہو میں کرنے کو تیار ہُوں۔"

ساتواں باب

پطرس کے جانے کے بعد الیاس نے سوچا کہ اب حالات ٹھیک ہو جائیں گے اور میں کوشش کروں گا کہ دونوں پھر سے اپنی غلطی مان کر ٹھیک راستے پر آجائیں۔ الیاس خوش تھا لیکن اُسے کیا معلوم کہ حالات کا رخ کس طرف ہو چکا تھا۔

تھوڑی دیر بعد پطرس واپس آگیا لیکن اکیلا اور پریشان "کیا بات ہے ؟ تم اکیلے ہی واپس آگئے"؟ الیاس نے سوال کیا۔

"کیا بتاؤں الیاس بڑی عجیب بات ہے"۔

"پھر بھی کچھ تو کہو آخر ہوا کیا تم اتنے پریشان کیوں ہو"؟ الیاس نے حیرت سے پوچھا۔

"نائلہ اکبر کے ساتھ چلی گئی اور ایک پرچہ چھوڑ گئی کہ اس کا پیچھا نہ کروں" پطرس نے سر جھکائے ہوئے جواب دیا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو"؟

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں الیاس۔ وہ چلی گئی۔ کبھی نہ آنے کے لئے"۔

"آہ یہ کیا ہوا!..... الیاس نے سوچا۔ لیکن یہ حقیقت تھی کہ نائلہ جا چکی تھی۔ دو خاندانوں کی ضد نے نائلہ اور پطرس کو مزید رسوائی کے گڑھے میں دھکیل دیا۔ "یہ کیا ہو گیا"؟ الیاس نے پطرس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

"الیاسؔ میں جانتا تھا کہ ایسا ہوگا لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ آج ہی ہو جائیگا۔"
الیاسؔ حیران تھا کہ پطرسؔ نے اتنی بڑی بات کتنی آسانی سے کہہ دی۔
اسے خاموش دیکھ کر پطرسؔ پھر بولا۔" الیاسؔ میں نے تم سے پہلے کہا تھا کہ میں گنہگار ہوں۔ مجھے میرے کیئے کی سزا مل گئی۔ جس نائلہ کے لیئے میں نے اپنے خداوند سے بے وفائی کی، آج وہ مجھ سے بے وفائی کر گئی۔"
"تمہارا اب کیا خیال ہے؟ کیا اُسے واپس لانے کی کوشش کی جائے؟"
الیاسؔ نے اپنے دوست سے پوچھا۔
"نہیں دوست اب مجھے اُس کی ضرورت نہیں"۔۔۔ "کیا فائدہ اگر اُسے رہنا ہوتا تو جاتی ہی کیوں؟"۔۔۔۔ پھر بولا۔" الیاسؔ، قدرت نے بڑی جلدی فیصلہ کر دیا۔ بے وفائی کا بدلہ بے وفائی جیسے میں نے ایک خاندان کی عزت مٹی میں ملائی آج اسی طرح میرے ساتھ ہوا، واویلا کرنا فضول ہے۔"
"پطرسؔ تم ٹھیک کہتے ہو۔"
"ہاں دوست، میں نے ایک جھوٹے دوست کا جھوٹا سہارا لیا۔ میں انجام کی طرف سے بے پرواتھا، یہ نہ جانتا تھا کہ یہ سہارا ہی مجھے لے ڈوبے گا۔"
"اچھا الیاسؔ میں چلتا ہوں۔ مجھے معاف کرنا میں نے تمہیں بہت تکلیف دی۔ تمہارا کافی وقت خراب کیا۔"
"لیکن کیا تم پھر اُسی گھر میں جاؤ گے؟" الیاسؔ نے پوچھا۔
"نہیں الیاسؔ اب میں کبھی اس گھر میں نہ جاؤں گا۔"
"تو پھر؟"
"دُنیا بڑی وسیع ہے۔ کہیں بھی چلا جاؤں گا۔" پطرسؔ نے بڑے دُکھ سے جواب دیا۔

"تم اپنی مرضی کے مالک ہو لیکن میرے کہنے سے اگر آج کی رات میرے پاس رُک جاؤ تو اچھا ہے۔"

"میں ضرور تمہاری خواہش پوری کروں گا۔"

آٹھواں باب

پطرس کو گھر چھوڑ کر الیاس اُسی وقت نائلہ کے والد کی طرف روانہ ہو گیا اور تمام قصہ فیاض اور اس کے والد سے کہہ سُنایا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو الیاس" فیاض اور اس کے والد بیک آواز بولے،

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔" الیاس نے جواب دیا۔

"اوہ خدایا یہ کیا ہوا؟ کیا پہلے کچھ کم تھا جواب پھر ایک اور . . . فیاض کے والد بولتے بولتے خاموش ہو گئے . . . .

"اگر آپ نرمی سے کام لیتے اور پہلے ہی میری بات مان لیتے تو آج یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔" الیاس نے بڑے افسوس سے کہا۔

"الیاس اگر مجھے معلوم ہوتا کہ حالات اتنے بگڑ جائیں گے تو میں تمہاری بات کبھی نہ ٹالتا . . . . . لیکن . . . . . لیکن اب کیا ہو سکتا ہے۔"

ٹھیک ہے جو ہونا تھا ہو چکا لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیوں ہوا۔" الیاس نے کہنا شروع کیا۔" میں مانتا ہوں کہ پطرس اور نائلہ سے غلطی ہوئی۔ لیکن جب کہ وہ اپنی غلطی پہ نادم تھے تو آپ لوگوں نے انہیں موقع نہ دیا۔ اگر آپ اس وقت انہیں معاف کر دیتے تو شاید آج یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ لیکن آپ لوگ اپنی جھوٹی عزت کے لئے انہیں سہارا دینے پہ تیار نہ ہوئے۔

"الیاس میری بات سنو۔" فیاض کے والد نے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن الیاس نے بات کاٹتے ہوئے...... مجھے کہنے دیجئے یہ سب کچھ آپ لوگوں کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے ہوا۔ اُنہیں معاف کرنے میں آپ کی بے عزتی تھی، ب مجھے بتائیے کیا اب آپ کی عزت ہے؟ آپ کی عزت جب تھی اگر آپ اُنہیں سہارا دیتے اور وہ بربادی سے بچ جاتے تو کتنا اچھا ہوتا لیکن اُس وقت آپ کو برادری میں رسوائی کا خوف تھا۔ آپ ڈرتے تھے کہ لوگ آپ پر انگلیاں اُٹھائیں گے۔ لیکن اب کیا لوگ آپ پر کم انگلیاں اٹھائیں گے؟ کیا اب آپ کی بدنامی نہ ہوگی؟"

"بس کرو الیاس خاموش رہو۔" فیاض کے والد نے تقریباً چلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں خاموش رہوں گا لیکن کیا آپ دوسرے تمام لوگوں کو خاموش کرا سکیں گے؟ آپ کسی کی زبان پکڑ سکتے ہیں؟"

فیاض کے والد سر پکڑ کر خاموش بیٹھے رہے...... الیاس نے اُٹھتے ہوئے کہا۔ "میں معافی چاہتا ہوں۔ میں آپ کے بیٹے کی طرح ہوں۔ مجھ سے گستاخی ہوئی نا جانے میں نے کیا کچھ کہا۔ لیکن میں مجبور تھا۔ مجھ سے یہ سب کچھ برداشت نہ ہوا۔ میں ایک بار پھر معافی مانگتا ہوں۔" اتنا کہہ کر الیاس واپس آگیا۔

پطرس اور الیاس دونوں کافی رات گئے تک باتیں کرتے رہے۔ الیاس بضد تھا کہ اب تم میرے ساتھ رہو لیکن پطرس کسی طرح بھی راضی نہ ہوا۔ "اچھا ٹھیک ہے اب آرام کرو کل دیکھیں گے۔ رات کافی گذر چکی ہے۔" الیاس نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

لیکن پطرس دل میں فیصلہ کر چکا تھا کہ وہ کسی بھی صورت میں یہاں نہ رہے گا۔ بلکہ وہ یہ شہر ہی چھوڑ دے گا۔ چنانچہ صبح الیاس کے بیدار ہونے سے پہلے

پطرس نے الیاس کا گھر ہی نہیں گیا وہ شہر بھی چھوڑ دیا۔ صبح کو پطرس کو گھر میں نہ پا کر پہلے تو الیاس نے سوچا باہر گیا ہوگا۔ ابھی آجائے گا۔ لیکن جب کافی دیر تک نہ آیا تو الیاس کچھ زیادہ پریشان ہوا کہ پطرس کہاں گیا۔ وہ یہ شہر ہی تو نہیں چھوڑ گیا۔ سارا دن کام پر بھی الیاس اسی خیال میں رہا شاید اب پطرس گھر آگیا ہو۔ لیکن شام کو واپس گھر آکر معلوم ہوا کہ ابھی تک وہ واپس نہیں آیا۔ اب تو الیاس کو یقین ہو گیا کہ وہ ضرور چلا گیا ہے۔

اُسی شام پطرس کے والد الیاس کے گھر آئے اور آتے ہی اپنے بیٹے کے بارے میں پوچھا۔

لیکن اب یہاں کیا رکھا تھا۔ اب تو پطرس نہ جانے کہاں پہنچ چکا تھا۔ پھر بھی جو کچھ ہوا الیاس نے بتایا کہ کیسے اس نے کوشش کی کہ پطرس نہ جائے۔ لیکن وہ پھر بھی چلا گیا۔

"بیٹے الیاس مجھے سب کچھ فیاض کی زبانی معلوم ہو چکا ہے۔ بیٹے مجھے افسوس ہے کہ یہ سب کچھ میری وجہ سے ہوا۔ اگر میں تمہارے کہنے پر تھوڑی ہمت سے کام لیتا تو آج یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔"

"ٹھیک ہے آپ بزرگ ہیں جو آپ کو اچھا لگا آپ نے کیا۔ لیکن کتنا اچھا ہوتا اگر آپ پہلے ہی یہ سب کچھ سوچ لیتے۔"

"نہ جانے پطرس کہاں چلا گیا۔ پطرس کے والد نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"اچھا میں چلتا ہوں، بیٹے الیاس اگر پطرس کی کوئی خبر ملے تو مجھے ضرور اطلاع کرنا پطرس کے والد ابھی اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ الیاس کی والدہ اندر داخل ہوئیں اور بولیں بیٹھیے بھائی صاحب ابھی آئے اور چل بھی دیئے۔"

"آؤ بہن آؤ۔ کیا حال ہے؟ آپ نے تو جب سے وہاں سے مکان چھوڑا ہمیں بھول ہی گئیں، کبھی بھول کر بھی گھر نہ آئیں"۔
"بھائی صاحب، اگر یہی بات میں آپ سے کہوں تو"؟ ...... الیاس کی والدہ بولیں۔
"بس بہن کیا بتاؤں کچھ حالات ہی ایسے تھے کہ آیا نہ گیا"۔
"لیکن بھائی صاحب، یہ حالات بھی آپ ہی کے پیدا کردہ تھے" الیاس کی والدہ نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "بلکہ آپ تو یہاں تک چاہتے تھے کہ ہم بھی آپ کے جھگڑے میں ایک فریق کا ساتھ دیں لیکن میں نے مناسب سمجھا کہ بجائے کسی ایک کا ساتھ دینے کے اگر یہاں سے مکان چھوڑ دوں تو بہتر ہے"۔
"ٹھیک ہے بہن میں مانتا ہوں، اگر دونوں خاندانوں میں جھگڑا نہ ہوتا تو بات کبھی نہ بگڑتی اور جو بدنامی ہوئی کبھی نہ ہوتی ...... لیکن بہن جو مقدر میں ہو وہ ہر صورت میں ہو کر رہتا ہے"۔ پطرس کے والد نے جواب دیا۔
"نہیں بھائی صاحب، میں آپ کی یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں اگر اچانک ہوتا تو شاید میں مان جاتی لیکن دونوں خاندانوں کو معلوم تھا بلکہ جب پطرس نے آپ لوگوں سے کہا تو آپ نے اُسے سختی سے ڈانٹا اور انکار کیا کہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ یہ سب کچھ دونوں خاندانوں کی ضد کا نتیجہ ہے۔ بھلا اس میں مقدر کا کیا قصور ہے؟
"ٹھیک ہے بہن تم بھی ٹھیک کہتی ہو، اگر اُس وقت ہم یہ سوچتے تو شاید آج اس بدنامی سے بچ جاتے، لیکن بہن یہ بھی تو سوچو کیا اس وقت نائلہ کے والدین تیار ہوتے؟ اگر وہ مان جاتے تو میں بھی سب کچھ بھول کر

رشتے کے لئے تیار ہو جاتا۔"

"بھائی جیسے آپ نے نائلہ کے والدین کو زیادہ قصور وار ٹھہرایا اسی طرح وہ آپ کو ٹھہرا سکتے ہیں۔ لیکن میں پوچھتی ہوں کیا آپ نے کوشش کی تھی؟"

"نہیں" پطرس کے والد نے آہستہ سے جواب دیا۔

"تو پھر آپ کیسے انہیں قصور وار ٹھہرا سکتے ہیں؟ اگر آپ بھی تمام جھگڑے کو بھول کر صلح کی کوشش کرتے تو شاید کوئی راستہ نکل آتا۔"

"لیکن بہن کیسے معلوم تھا کہ ایسا بھی ہو گا؟"

"ٹھیک آپ کو معلوم نہ تھا لیکن جب ہو گیا تب بھی آپ کی آنکھیں نہ کھلیں آپ کا سہارا نہ پا کر پطرس نے ایک جھوٹے دوست کا جھوٹا سہارا لے کر اپنے آپ کو بربادی کے لئے اس کے حوالہ کر دیا۔ کاش اس وقت ہی انہیں سہارا دے دیتے لیکن آپ نے اس وقت بھی ان کی کوئی مدد نہ کی اور اب آپ کہتے ہیں ہمیں معلوم نہ تھا۔

"تم جو کچھ بھی کہو ٹھیک ہے لیکن اس وقت میں مجبور تھا۔"

"چلیئے حساب برابر ہو گیا۔ اس وقت آپ مجبور تھے نہ رکھ سکے، اب اس نے آپ کے پاس رہنا پسند نہ کیا ...... کاش وہ تباہی سے بچ جاتے۔"

وقت گذرتا رہا اور وقت کے ساتھ ساتھ لوگ اس واقعہ کو بھولتے گئے۔ ایک سال بیت گیا۔ لیکن پطرس کا کچھ پتہ نہ چلا۔ اب تو الیاس بھی مایوس ہو چلا تھا نا جانے اس کا دوست کہاں غائب ہو گیا۔ آخر وہ اس کا دوست تھا۔ ایک ایسا دوست جو بچپن سے اس کے ساتھ کھیل

کر جوان ہوا، گو اِن دونوں کی طبیعت میں بڑا فرق تھا لیکن پھر بھی الیاس پطرس کو پسند کرتا تھا۔

لیکن اب تو ایک سال ہو چکا پطرس کا کچھ پتہ نہ تھا کہ وہ کہاں اور کس حال میں ہے۔ ایک خلش تھی جو کبھی کبھی الیاس کو پریشان کر دیتی کہ میں اپنے دوست کے کسی کام نہ آ سکا۔ سب کچھ معلوم ہوتے ہوئے بھی کچھ نہ کر سکا۔

نواں باب

پھر ایک دن الصبح ابھی الیاس سو کر اُٹھا ہی تھا کہ دروازہ پر دستک ہوئی الیاس نے اُٹھ کر دروازہ کھولا........ اور پھر کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ بات ہی ایسی تھی۔ اُسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ آیا کہ یہ حقیقت ہے وہ دونوں الیاس کے سامنے کھڑے تھے ہاں وہ دونوں پطرس اور نائلہ "پطرس تم..... اور اس سے آگے الیاس کچھ نہ کہہ سکا اور اپنے دوست سے لپٹ گیا" کافی دیر تک لپٹے رہنے کے بعد ایک دم چونک کر بولا..... "اوہ میں بھی کتنا بیوقوف ہوں آؤ آؤ اندر آجاؤ"

پطرس اور نائلہ دونوں اندر داخل ہوئے۔ اتنے میں الیاس کی والدہ اور بیوی بھی آگئیں...... سب پطرس کے ساتھ نائلہ کو دیکھ کر حیران تھے لیکن سب خاموش رہے۔

پھر جب نائلہ، الیاس کی والدہ اور بیوی کے ساتھ دوسرے کمرے میں چلی گئی تو الیاس بولا "بھئی اتنا عرصہ کہاں رہے؟ کبھی خط بھی نہ لکھا کہ کچھ تو خبر ہوا اور پھر تمہارے ساتھ نائلہ کیسے؟"

"صبر کرو دوست صبر، تم نے تو ایک ساتھ اتنے سارے سوال کر دیئے۔ میں تمہیں سب کچھ بتاؤں گا دوست، سب کچھ لیکن پہلے والد صاحب کو مل آؤں پھر آکر آرام سے بات کروں گا"

جیسے تمہاری مرضی۔ چلو میں بھی تمہارے ساتھ چلوں کا کیونکہ میں آج کل چھٹی پر ہوں ..... کیا نائلہ بھی ....."

"نہیں دوست، ابھی نہیں، ابھی ہم اکیلے جائیں گے کہیں اس کے والدین دیکھ کر غصّے میں نہ آجائیں۔ اس وقت اس کا ساتھ جانا مناسب نہیں۔"

وہ دونوں جب پطرس کے گھر آئے تو پطرس کے والد اپنے بیٹے کو دیکھ کر اتنے خوش ہوئے کہ اس سے لپٹ کر کتنی دیر تک روتے رہے۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ نائلہ بھی ساتھ آئی ہے تو بڑے حیران ہوئے۔" لیکن وہ تو اکبر کے ساتھ ....." باپ حیران ہو کر بولا۔

"ٹھیک ہے ابا جی اگر ایک انسان اپنے کئے پر پشیمان ہو تو اسے معاف کرنے میں کیا حرج ہے۔ بلکہ میرے خیال میں اگر ایسے آدمی کو سہارا نہ دیا جائے تو مزید خرابی کا اندیشہ ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اور زیادہ برائی میں پھنس جائے۔"

پطرس کا جواب سُن کر اُنہوں نے سوچا "میرا لڑکا ٹھیک کہتا ہے" اُنہیں یاد آگیا کہ ایسے ہی وقت پر پطرس سہارا نہ ملنے کی وجہ سے کن حالات سے دوچار ہوا تھا۔

"ابا جی۔ اگر آپ بُرا نہ مانیں تو ہم نائلہ کے والدین کے پاس جائیں گے کیوں نہ آپ بھی ..... ساتھ چلیں۔"

اس کے والد کچھ دیر خاموش رہے اور پھر بولے۔" اگر میرا جانا تمہارے خیال میں مناسب ہے تو میں تیار ہوں۔"

پھر تینوں نائلہ کے گھر کی طرف چل دیئے۔ فیاض نے آکر دروازہ کھولا اور پطرس اور اس کے والد کو الیاس کے ساتھ دیکھ کر پہلے تو حیران سا کھڑا رہ

گیا اور پھر ایک دم پطرس کو گلے لگاتے ہوئے بولا "پطرس تم کہاں چلے گئے تھے؟"

"بھائی جان یہ ایک لمبی کہانی ہے پھر کسی وقت سناؤں گا ابھی تو۔۔"

"آؤ اندر آجاؤ۔ میں ابا جان کو بلاتا ہوں" فیاض انہیں بٹھا کر اندر چلا گیا اور اپنے والد سے کہا کہ "پطرس اور اس کے والد صاحب آئے ہیں۔ اور الیاس بھی ساتھ ہے؟"

"لیکن وہ کیا کرنے آئے ہیں؟" والد نے پوچھا۔ اور پھر اٹھ کر خود ہی باہر آگئے۔

پطرس انہیں دیکھتے ہی کھڑا ہو گیا۔ اور بولا "میں آپ کا مجرم ہوں، میری ہی وجہ سے آپ کو کیا کیا نہ سننا پڑا۔ میں حاضر ہوں۔ اگر ہو سکے تو مجھے اور نائلہ کو معاف کر دیں۔"

"لیکن نائلہ تو۔۔۔۔"

"جی ہاں وہ بھی میرے ساتھ ہے"۔ پطرس ایک دم بولا۔

"لیکن وہ تو۔۔۔۔۔ وہ تو۔۔۔۔"

"صبح کا بھولا اگر شام کو گھر آجائے تو اسے قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔"

"بیٹے پطرس تم نے وہ کام کیا جو شاید کوئی نہ کر سکے۔ تم ہم سے زیادہ وفادار اور باہمت ہو۔ ہم نے بدنامی کے خوف سے تمہیں چھوڑ دیا۔ لیکن تم نے کسی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے پھر سے نائلہ کو گلے لگا لیا۔۔۔۔ لیکن نائلہ کہاں ہے؟"

"وہ اس وقت الیاس کے گھر ہے۔"

"جاؤ فیاض نائلہ کو گھر لے آؤ۔ اب میں پھر غلطی کرنے کے لئے تیار نہیں۔"

پھر آگے بڑھ کر پطرس کے والد سے گلے ملے اور بولے "بھائی صاحب تمام رنجش بھول جائیے۔"

"ہاں بھائی صاحب یہ ہماری ضد کا نتیجہ تھا کہ پطرس اور نائلہ کو اتنی ٹھیس اٹھانی پڑی۔"

یوں دونوں خاندان ایک بار پھر مل گئے..... فیاض جا کر نائلہ کو ساتھ لے آیا۔ کچھ دیر تو الیاس بیٹھا اور پھر بولا "اچھا پطرس اب میں چلتا ہوں۔"

"چلو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں......" اور دونوں اُٹھ کر باہر آ گئے۔

دسواں باب

"ہاں بھئی بتاؤ یہ سب کچھ کیسے ہوا" الیاس نے پطرس کو اپنے کمرے میں بٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"الیاس تمہیں وہ رات تو اچھی طرح یاد ہوگی جب میں تمہارے پاس رہا تھا۔ ساری رات میں سوچتا رہا کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے اور آخر میں نے فیصلہ کیا کہ مجھے یہاں سے چلا جانا چاہیئے۔ یہ فیصلہ کرنے کے بعد صبح جب کہ ابھی اندھیرا ہی تھا، میں یہاں سے چلا گیا۔ چونکہ میں ابھی تک کوئی فیصلہ نہ کر سکا تھا کہ مجھے کہاں جانا ہے اس لئے اسٹیشن پر جا کر جو گاڑی جانے کے لئے تیار تھی اسی میں بیٹھ گیا میرے پاس ٹکٹ کے لئے کوئی پیسہ نہ تھا لیکن میں بغیر سوچے سمجھے گاڑی میں بیٹھا رہا۔ میرے ساتھ ہی ایک بزرگ بیٹھے تھے۔ اُنہوں نے کئی دفعہ میری طرف غور سے دیکھا، لیکن میں ہر طرف سے بے نیاز اپنی ہی سوچ میں گم تھا۔ مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ گاڑی کہاں جا رہی ہے۔"

آخر اس بزرگ نے مجھ سے پوچھا ..... بیٹا تم کہاں جا رہے ہو ؟

"جی میں" ..... میں ایک دم چونک پڑا لیکن مجھے تو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ گاڑی کہاں جا رہی ہے۔ پھر میں کیا بتاتا کہ مجھے کہاں جانا ہے۔ اس لئے اُلٹا اُسی بزرگ سے سوال کر بیٹھا کہ یہ گاڑی کہاں جائے گی ؟

"یہ گاڑی تو لاہور جا رہی ہے" بزرگ نے میری طرف حیرانی سے دیکھتے

ہوئے جواب دیا۔

"لیکن میں اب بھی نہ بتا سکا کہ مجھے کہاں جانا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ مجھے معلوم ہی نہ تھا کہ مجھے کہاں جانا ہے۔ اپنی منزل سے بے خبر میں تو اُس شہر سے بھاگ کر آیا تھا۔ جہاں اپنا سب کچھ کھو کر بھی کچھ نہ پا سکا۔ میں اُنہیں کیسے بتاتا کہ مجھے کہاں جانا ہے۔ میں اپنی ہی سوچوں میں گُم تھا کہ ٹکٹ چیکر بھی ہمارے ڈبے میں آ گیا اور میرے ساتھ والے بزرگ کا ٹکٹ دیکھنے کے بعد اُس نے مجھ سے ٹکٹ مانگا لیکن میرے پاس تو ٹکٹ تھا ہی نہیں کیا دکھاتا۔"

"میرا خیال ہے کہ تمہارے پاس ٹکٹ نہیں ہے" اُسی بزرگ نے مجھ سے پوچھا۔

"جی نہیں"۔۔۔ میں نے بزرگ کی طرف دیکھتے ہُوئے جواب دیا۔

"کہاں جاؤ گے؟" بزرگ نے پھر پوچھا۔

"کہاں جاؤں گا؟ میری منزل کہاں ہے؟ جب منزل کا پتہ نہ ہو تو پھر کسی کو کیا بتاؤں کہ کہاں جاؤں گا۔"

"آپ لاہور تک کا ایک ٹکٹ اور بنا دیں" بزرگ نے ٹکٹ چیکر سے کہا۔

ٹکٹ چیکر نے میری طرف یوں دیکھتے ہوئے گویا میں پاگل ہوں لاہور تک کا ٹکٹ بنا دیا۔ اور میرے ہمسفر سے پیسے لے کر چلا گیا۔

"یہ ٹکٹ اپنے پاس رکھو"۔۔۔۔۔ بزرگ نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میری سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ کیا کہوں خاموشی سے ٹکٹ لے لیا اپنے ہمسفر کا شکریہ بھی ادا نہ کر سکا بس خاموش ہی بیٹھا رہا۔

اور پھر لاہور آ گیا۔

"تم نے کس جگہ جانا ہے"؟ اُس بزرگ نے ایک دفعہ پھر مجھ سے پوچھا۔

"تم سارا راستہ خاموش رہے ہو آخر تم نے کہاں جانا ہے"؟

"میرے محترم مجھے خود بھی معلوم نہیں کہ مجھے کہاں جانا ہے، میں نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔

بڑی عجیب بات ہے، بزرگ نے حیرانی سے کہا۔ کچھ دیر وہ خاموشی سے کھڑے رہے اور پھر کہا "میرے ساتھ آؤ"..... میں خاموشی سے اُن کے ساتھ ہولیا۔ وُہ مجھے اپنے گھر لے گئے۔ مجھے کمرے میں بٹھانے کے بعد اُنہوں نے کھانے کا بندوبست کیا اور پھر کھانے کے بعد میرے پاس آئے اور بیٹھتے ہوئے بولے "اب مجھے بتاؤ کہ تم کہاں سے آئے ہو اور کیوں آئے ہو....."

"جی میں ...." میں حیران تھا کہ انہیں کیا بتاؤں اور کیسے بتاؤں۔

مجھے خاموش دیکھ کر پھر بولے "ہاں ہاں ... بتاؤ، صاف صاف بتاؤ شاید میں تمہارے کسی کام آسکوں۔"

"اُن کی پہلی ہمدردی اور اس اچھے رویّے سے مجھے عجیب اطمینان محسوس ہُوا اور پھر میں نے اپنا سارا حال بیان کردیا۔ سب کچھ سُننے کے بعد وہ بزرگ کچھ دیر خاموش رہے اور پھر بولے، "بیٹے تم نے بُہت بُرا کیا۔ اب تمہارا کیا خیال ہے۔"

"میں کچھ نہیں جانتا کہ مجھے کیا کرنا ہے، میں نے جواب دیا۔ کیا یہاں لاہور میں تمہارا کوئی واقف کار یا رشتہ دار رہتا ہے؟ انہوں نے پھر پوچھا۔

"جی نہیں۔"

وہ بزرگ کچھ دیر سوچتے رہے اور پھر بولے۔ "دیکھو بیٹے اگر تم مناسب خیال کرو تو جب تک تمہارے لئے کوئی نوکری وغیرہ کا بندوبست نہ ہوجائے

تب تک میرے پاس رہو۔

"لیکن، ....." میں نے کچھ کہنا چاہا۔

انہوں نے بات کاٹتے ہوئے جواب دیا۔ دیکھو تمہارا یہاں کوئی رشتہ دار نہیں اور جیسا کہ تم نے مجھے بتایا کہ تمہارا واپس جانے کا کوئی ارادہ نہیں بلکہ لاہور ہی میں کوئی کام تلاش کر کے یہاں رہنے کا ارادہ ہے۔ اور پھر اس کے علاوہ ایک بات اور سنو کہ ہماری ہی وجہ سے تم اِس حال تک پہنچے ہو کیونکہ اکبر میرے بھائی کا بیٹا ہے۔"

یہ سنتے ہی کہ اکبر اُن کے بھائی کا بیٹا ہے، میں گھبرا سا گیا۔ لیکن اُنہوں نے مجھے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ بیٹا تم کوئی فکر نہ کرو۔ یہاں تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی اور نہ ہی تم اپنے دل میں کوئی خیال کرنا کہ میں اکبر کا رشتہ دار ہوں۔ میں اکبر کا رشتہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک انسان بھی ہوں۔ میں دیکھوں گا کہ میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔"

اُن کا اتنا اصرار دیکھتے ہوئے میں اُن کے ساتھ رہنے پر رضامند ہو گیا، اُن کے پاس رہتے ہوئے مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک سکول ماسٹر ہیں اور اُن کے کوئی اولاد نہیں اس گھر میں وہ دونوں میاں بیوی رہتے ہیں۔ دونوں ہی مجھے بہت پیار کرنے لگے، میری ہر ضرورت کا وہ خاص خیال رکھتے تھے۔

"تقریباً پندرہ دن کے بعد ایک دن ماسٹر جی میرے پاس آ کر کہنے لگے:

بیٹے پطرس میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔

"جی کہیئے" میں نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ کچھ دیر کے بعد بولے" "بیٹے میں نے اکبر کے والد کو چٹھی لکھی تھی جس کا جواب مجھے کل ملا۔ میری چٹھی کے جواب میں اُنہوں نے لکھا ہے کہ وہ تمہیں

جانتے ہیں اور جو کچھ تم نے کہا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے اور انہیں خود بھی اپنے بیٹے کی اس حرکت پر افسوس ہے۔ اور انہوں نے لکھا ہے کہ اگر انہیں پہلے علم ہوتا تو وہ کبھی ایسا نہ ہونے دیتے انہیں ابھی تک اکبرؔ کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ بیٹے میں تم سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔" ماسٹر جی نے مجھے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی!"۔

"کیا تم نے اسلام کو صرف نائلہؔ سے شادی کی خاطر قبول کیا یا کسی اور وجہ سے؟ میرا مطلب ہے کیا اسلام کی کسی اور حقیقت سے متاثر ہو کر ایسا کیا ہے؟ بولو بیٹے جواب دو۔

مجھے خاموش دیکھ کر انہوں نے پھر پوچھا۔" جی صرف نائلہؔ سے شادی کی خاطر، پطرس تم نے بہت غلطی کی ہے۔ کیا ایک عورت کی خاطر اپنا مذہب تبدیل کرنا اچھی بات ہے؟ بیٹے کیا تمہاری نظر میں ایمان کی قیمت صرف ایک عورت ہے؟ بیٹے میں مسلمان ہوتے ہوئے بھی یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی آدمی ایک عورت کے لئے میرا مذہب قبول کرے۔

"میرے بزرگ میں اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ مجھ سے ایک بہت بڑی غلطی ہوئی ہے۔ کہ میں نے ایک عورت کے لئے اپنا ایمان تک چھوڑ دیا۔

"بیٹے یہ بڑی اچھی بات ہے اگر تم اپنی غلطی کو مانتے ہو"

کیا خدا مجھے میری یہ غلطی معاف کر دے گا؟ میں نے بڑی افسردگی سے پوچھا۔

"کیوں نہیں بیٹے، وہ رحیم ہے وہ معاف کرنے والا ہے اگر انسان سچے دل سے توبہ کرے تو وہ معاف کرتا ہے۔"

الیاس یقین کرو اس دن مجھے تم بہت یاد آئے کیونکہ تم بھی تو مجھے اس کام سے روکتے رہے تھے لیکن میں نے تمہاری ایک نہ مانی۔ لیکن اُس دن مجھے یہ احساس ہو گیا کہ تم ٹھیک کہتے تھے کہ ایک عورت کے پیچھے اپنا ایمان نہ چھوڑنا چاہیئے اور پھر ماسٹر جی کے چلے جانے کے بعد میں بہت رویا میں نے اپنے خداوند کے سامنے پہلی بار اپنی خطاؤں کا اقرار کیا۔ مجھے پہلی بار احساس ہوا کہ میں کتنا بُرا ہوں۔ میں نے اپنا دِل اپنے خداوند کے سامنے کھول دیا اپنا سارا حال اس کے سامنے بیان کیا اور پھر اس سے مدد مانگی کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے ؟" پھر مجھے ماسٹر جی کی کوشش سے کام بھی مل گیا۔۔"! اب میں اپنا کام کرتا اور کام سے واپس آکر کبھی گھر سے باہر نہ جاتا بلکہ ہر وقت گھر ہی میں پڑا رہتا۔

آخر ایک دن ماسٹر جی مجھ سے کہنے لگے۔

بیٹے پطرس ہر وقت گھر میں پڑے رہنے سے تو تُم اور بھی پریشان اور اُداس رہو گے۔ کام سے آکر شام کے وقت کبھی گھومنے پھرنے بھی چلے جایا کرو۔

"جی اچھا"۔۔۔۔ میں اُن کا ہر حکم ماننا اپنا فرض سمجھتا تھا کیوں کہ اُنہوں نے میری بڑی مدد کی تھی اور پھر میری راہنمائی اُس انداز سے کی تھی کہ مجھے منزل کا نشان مِل گیا تھا۔ بھلا میں کیسے اُن کی کوئی بات ٹال دیتا۔

اب میں کبھی کبھار گھومنے پھرنے بھی چلا جاتا۔ ایک دن ایسے ہی گھر سے نکلا اور شام کو واپسی پر ایک بس سٹاپ پر اپنا نام سُن کر رُک گیا۔ میں حیران تھا کہ مجھے کس نے پکارا اتنے میں ایک عورت نے جو بُرقعہ اوڑھے تھی پھر میرا نام لیا اور ساتھ ہی نقاب اُلٹ دیا۔ وہ نائلہ تھی۔ میں غصّے اور حیرت کی وجہ سے کچھ نہ بول سکا اور گھر چلا آیا نائلہ نے مجھے پیچھے سے رُکنے کے لئے بھی کہا لیکن میں نہ رُکا اور چلا آیا۔

گھر آکر میں نے سوچا بھلا نائلہ کو مجھ سے کیا کام، وہ مجھے کیوں بلانا چاہتی ہے اور پھر ساتھ ہی یہ خیال بھی آگیا کہ نائلہ اور اکبر دونوں لاہور میں ہیں۔ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے؟ میں تو اس لئے لاہور آیا تھا کہ یہاں میرا کوئی جاننے والا نہیں۔ یہاں تو نائلہ اور اکبر دونوں موجود ہیں۔ کیا میں لاہور سے چلا جاؤں؟ میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ ماسٹر جی آ گئے۔

"بیٹے کیا بات ہے؟ آج تم کچھ پریشان نظر آتے ہو" انہوں نے پوچھا۔

جی نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں..... میں نے اپنی پریشانی چھپاتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن بیٹے جب تم گھر آئے تو میں نے تمہیں آواز دی لیکن تم اپنے ہی خیال میں اپنے کمرے میں آگئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ ضرور کوئی بات ہے" مجھے خاموش دیکھ کر پھر بولے۔ بیٹا مجھ سے کچھ نہ چھپاؤ اگر تمہیں کوئی تکلیف ہے تو صاف صاف کہہ دو۔"

میں نے اُس دن کا واقعہ اُنہیں کہہ سُنایا..... سب کچھ سننے کے بعد وہ بولے بیٹے میں جانتا تھا کہ ایک دن ضرور ایسا ہو گا کیونکہ میرے خیال میں اب اکبر نائلہ سے اپنا دامن چھڑانا چاہتا ہے کیونکہ ایسے عیاش نوجوان ایسا ہی کرتے ہیں؟"

تو پھر اب مجھے کیا کرنا چاہیئے؟.....

کچھ بھی نہیں تم اپنے گھر میں آرام سے رہو.....

لیکن میرا خیال ہے کہ مجھے یہاں سے چلا جانا چاہیئے۔

نہیں پطرس میں تمہیں ایسا کرنے کا مشورہ کبھی نہیں دوں گا۔ بھلا یہاں سے جانے کا کیا فائدہ ہو گا؟..... کیا تم نائلہ اور اکبر کی وجہ سے بھاگنا چاہتے ہو

بیٹے وہ کہیں اور بھی جا سکتے ہیں کہاں تک بھاگو گے اور پھر اُن کی وجہ سے تو بھاگنا فضول ہے۔ اپنے آپ میں ہمت پیدا کرو تاکہ اگر کبھی سامنا بھی ہو جائے تو بات کر سکو۔ ورنہ ایسے کب تک زندگی بسر کرو گے۔ اُن کی وجہ سے بھاگے پھرنا یہ کیا بات ہوئی؟

انہوں نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ بھلا میں کہاں تک بھاگوں گا اور پھر کیا فائدہ؟ مجھے وہ حادثہ بھلانا ہوگا۔ زندہ رہنے کے لئے مجھے خود میں ہمت پیدا کرنی ہوگی ٹھیک ہے اگر پھر کبھی ایسا ہوا تو میں پوچھوں گا کہ اب بھلا مجھ سے تمہارا کیا واسطہ ہے۔ اور صاف کہہ دوں گا کہ آئندہ مجھے بلانے کی کوشش نہ کرے۔

پھر ایک دن نائلہ میری غیر موجودگی میں گھر آئی اور شام کو پھر آنے اور مجھ سے ملنے کے لئے کہہ کر چلی گئی۔ میں حیران تھا کہ اسے یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں یہاں رہتا ہوں۔ خیر یہ مجھے بعد میں معلوم ہو گیا۔ ایک دن اُس نے مجھے ماسٹر جی کے ساتھ دیکھا اور چونکہ وہ ماسٹر جی کی تصویر اکبر کے گھر دیکھ چکی تھی۔ اس لئے اس نے کسی طریقے سے اکبر سے اُن کا گھر معلوم کیا اور پھر گھر تک چلی گئی۔ . . . تو خیر،

مجھے ماسٹر جی نے بتایا کہ آج نائلہ آئی تھی۔ وہ تم سے ملنا چاہتی ہے اور شام کو پھر آئے گی . . . . لیکن ملنا تو درکنار میں تو اس کا خیال دماغ میں لانا پسند نہیں کرتا تھا۔ اس لئے شام سے پہلے گھر سے باہر چلا گیا اور رات گئے واپس آیا۔ جب میں واپس آیا تو ماسٹر اور اُنکی بیوی جاگ رہے تھے ماسٹر جی مجھ سے کہنے لگے۔ بیٹے پطرس اتنی دیر کہاں رہے؟ نائلہ تمہارا انتظار کرتی رہی۔ وہ تم سے کوئی بات کرنا چاہتی تھی . . . "

چھوڑیئے اس ذکر کو میں اس کی صورت بھی دیکھنا نہیں چاہتا، میں

نے بے دلی سے جواب دیا۔

تم بھی اپنی جگہ ٹھیک کہتے ہو۔۔۔۔ لیکن ایک بات میں کہوں گا کہ اگر ایک آدمی غلطی کو مان کر غلط راستے سے واپس آجائے۔۔۔۔۔ تو اُسے معاف کر دینا چاہیئے پھر تمہارے کہنے کے مطابق جب کہ تمہارے والدین نے تمہیں سہارا نہ دیا تھا تو تمہارا کیا حال ہؤا اسی طرح اگر آج تم نائلہ کو سہارا نہ دو تو وہ اور بھی تاریکی میں جا گرے گی۔ لیکن بس وہ اپنے کئے پر نادم ہے۔ اسے اپنی غلطی کا احساس ہے اور اب وقت ہے کہ پھر اسے سہارا دیا جائے۔ انسان جتنا بھی گر جائے، لیکن جب توبہ کرے تو خدا ضرور معاف کرتا ہے تو کیا انسان کا فرض نہیں کہ ایک دوسرے کے قصور معاف کرے؟ میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا لیکن یہ حقیقت ہے کہ اگر تم نے اُسے سہارا نہ دیا تو جیسے تمہارے والدین نے تمہیں سہارا نہ دے کر تمہیں برباد کرنے میں حصّہ لیا اُسی طرح تم بھی نائلہ کی بربادی کے ذمہ دار ہوگے۔ وہ کل پھر آئے گی کل تک خوب اچھی طرح سوچ لو۔ کیا تم اُس واقعہ کو ایک بار پھر دُہرا کر نائلہ کی بربادی کے ذمہ دار بننا چاہتے ہو۔

ماسٹر جی اتنا کہہ کر چلے گئے لیکن میں ساری رات نہ سو سکا۔ مجھے کیا کرنا چاہیئے؟ کیا میں نائلہ کو سہارا دُوں؟ لیکن دُنیا کیا کہے گی؟ نہیں میں ضرور نائلہ کو سہارا دوں گا، دُنیا ہی کے خوف سے میرے والدین نے ہمیں سہارا دینے سے انکار کیا تھا۔ پھر جب میرے گناہ کو میرے خداوند نے معاف کیا تو ضرور ہے کہ اگر نائلہ اپنے قصور کو مانے تو میں بھی معاف کروں۔۔۔۔ اور صبح ہونے سے پہلے میں نے ایک فیصلہ کر لیا۔۔۔۔ دوسرے دن شام کو نائلہ پھر آئی، وہ اپنے کئے پر نادم تھی۔ اُس نے مجھ سے معافی مانگی تو ماسٹر

جی بولے "بیٹی الیاس سے معافی مانگنے کے علاوہ تمہیں اللہ تعالےٰ سے بھی معافی مانگنی ہے۔ تم نے اللہ کے حضور بھی گناہ کیا ہے" یوں ماسٹر جی کے اچھے سلوک نے دو زندگیوں کو مزید تباہ ہونے سے بچا لیا۔ پہلے مجھے اور پھر نائلہ کو، ہم دونوں اب ماسٹر جی کے مکان میں رہتے ہیں۔ اکبر نے کبھی بھول کر بھی معلوم نہ کیا کہ نائلہ کہاں ہے شاید وہ یہی چاہتا تھا کہ نائلہ خود ہی چلی جائے۔ جب ہم نے ماسٹر جی سے یہاں آنے کے لئے کہا تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے جاؤ لیکن نوکری نہ چھوڑنا۔ بلکہ ایک ماہ کی چھٹی لے لو اور اگر تمہارے والدین رضامند ہوں تو وہاں سے استعفےٰ روانہ کر دینا ورنہ پھر واپس آجانا۔ لیکن اب چونکہ سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے اس لئے میں وہ نوکری چھوڑ دوں گا۔

"الیاس، کاش کہ میرا خاندان وقت پر میرے لئے سہارا بنتا، اگر بنتا تو مجھے اس مصیبت سے نہ گزرنا پڑتا۔"